شرح احادیث مختصر صحیح بخاری مین علما اوسکا حق جل شانہ کیطرف محول کیا اور بعضون نے مثل حلبی و شبلی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ کے بمقتضا
بعض اخبار کی طبقات تحتانیہ کو مسکن جن تجویز کیا اور بعضون نے مثل صاحب بدائع الدہور وغیرہ کی ہر طبقہ مین ایک صنف جدید کی سکونت کا
حکم نقل کیا اور ظاہر عبارات بعض مفسرین سے مثل بغوی و محلی کے طبقات تحتانیہ مین نبوت معلوم ہوتی ہی اثر ابن عباس کی تصدیق ہوتی ہی اور
اثر ابن عباس سے جو شبیہ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز ثابت نہین جو اوسکا مدعی ہو قول اوسکا باطل ہی معتقد مثل مہدی مخالف اہل اسلام
و جاہل ہی بر اہل اسلام آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات واکرم الممکنات ہی کسی مخلوق کی شرکت آپکی صفات کمالیہ مختصہ مین از قبیل محالات
ہی اور ظاہر اثر ابن عباس سے طبقات تحتانیہ مین مکلفین کا ہونا اور اونیز انبیا کا مبعوث ہونا معلوم ہوتا ہی اور یہ امر مفہوم ہوتا ہی کہ جسطرح
سے اس طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت یہانکے سکان کے تیار ہوا اسیطرح سے ہر ایک طبقہ مین بھی ایک سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت
وہانکے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ نقلیہ لاتناہی سلسلے کے باطل ہی لاجرم ہر طبقہ مین ایک مبدا سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے
ساتھہ تشبیہ پاگیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھہ تشبیہ کیا گیا بناء علیہ اوس آخر سلاسل تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا منکر
نہین لیکن اونکی خاتمیت خاتمیت حقیقیہ محمدیہ مین مضر نہین اسواسطے کہ برتقدیر وجود انبیاء طبقات تحتانیہ کے یعنی آخر سلاسل تحتانیہ
مین تین احتمال ہین ایک یہ کہ وہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوئے ہون دوسرے یہ کہ مقدم ہوئے ہون تیسرے یہ کہ
معاصر ہوئے ہون احتمال اول نصوص متعددہ سے باطل ہی اور برتقدیر ثانی آنحضرت کی خاتمیت عامہ مین کچھ شبہہ نہین اور برتقدیر ثالث
دو احتمال ہین ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص ساتھہ اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین جو ان آخر نبی کی رسالت
ہو ہر ایک انمین کا صاحب شرع جدید ہو دوسرے یہ کہ اواخر انبیا طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی انمین کا صاحب شرع جدید
نہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام ہو و ختم آپکا بنسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور ختم ہر ایک اواخر سلاسل تحتانیہ کا بنسبت
اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت محمدیہ مثل آیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و آیہ لیکون للعالمین نذیرا و حدیث
بعثت الی الخلق کافۃ وغیرہ کی کہ صاف صاف آنحضرت کی عموم بعثت پر دال ہین اور کسی زمان یا مکان کے ساتھہ مقید نہین ہین باطل ہی اور یہ کہنا کہ لفظ
عالمین یا خلق سے فقط اسی طبقہ کی مخلوق ہی نہ کل طبقات کی قول باطل و بلا دلیل ہی اسوجہ سے کہ کوئی نص اس تخصیص پر دلالت نہین کرتی ہی
مجرد عقل سے تخصیص نصوص عامہ کی نہین ہو سکتی ہی ہان اگر کوئی نص قوی صاف اسپر دلالت کرے کہ آنحضرت کی بعثت خاص ساتھہ اسی طبقہ
کے ہی البتہ اسوقت نصوص عامہ کی تخصیص کا حکم دے سکتے ہین اور بغیر تخصیص شرعی کے مجرد اپنی عقل سے تخصیص نصوص صریحہ نہین کر سکتے ہین
اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کی عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہو سکتا اور نبوت آپکی تمام مکلفین کو
شامل ہی اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا پس برتقدیر بعثت محمدیہ عام ہی اور خاتمیت محمدیہ حقیقی ہی و مثل خاص
ہم ہی الحاصل حدیث ابن عباس کی مفہوم و معتبر سمجھنا چاہیے جسقدر اوسکے ظاہر سے ثابت ہی بغیر چون و چرا کے اوسکو تسلیم کرنا چاہیے
اور قبول احتمال مثال [illegible] بیان کو تخصیص بعثت احمدیہ کہ بلا دلیل و باطل [illegible] کرنا چاہیے نہ یہ کہ حدیث کو باطل ٹھہراوین جیسا کہ [illegible]
کیا اور نہ یہ کہ اس سے اشتمال [illegible] ثابت کرین [illegible]
علماء [illegible] ہوتی ہی باطل [illegible]

[illegible]

مذ ابن عباس صحاح ستہ مذکور نہین ہے اسوجہ سے اوسکی صحت پر اعتبار کچھ نہین ہے **اقول** احادیث صحیحہ کا انحصار صحاح ستہ
مین نہین ہے اور تصحیح ارباب صحاح ستہ پر منحصر نہین ہے بلکہ جو حدیث کہ غیر صحاح ستہ مروی ہووے اور اوسپر کوئی حافظ معتمد صحت
حسن کا حکم کیوے اوسکو صحیح یا حسن سمجھنا چاہیے قاضی بدر الدین بن جماعہ مختصر مین لکھتے ہین لم یستوعب البخاری ومسلم فی کتابیہما
کل الصحیح قال البخاری ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صح وترکت من الصحاح لحال الطول وقال مسلم لیس کل ما صح عندی وضعت ہہنا وانما
وضعت ما اجمعوا علیہ ثم قیل لم یفتہما الا قلیل وقیل بل فاتہما کثیر منہ وانما لم یفت الاصول الخمسۃ منہ الا القلیل وہی الصحیحان والاصول
کتاب البخاری ومسلم وابی داؤد والترمذی والنسائی ویعرف الزائد علیہما بالنص علی صحتہ من امام معتمد فی السنن المعتمدۃ والمجرد وجودہ فیہا
الا ان شرط ولہا الصحیح ککتاب ابن خزیمۃ وابی بکر البرقانی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ عوام مین جو مشہور ہے کہ جو حدیث صحیح ہے وہ صحاح
مین موجود ہے محض غلطی ہے بلکہ مدار صحت پر ہے جو شرائط صحت ہی خواہ صحاح ستہ مین ہو یا غیر صحاح ستہ مین ہو **قال البعض**
تفسیر قرآن کا ابن عباس سے منقول ہے اکثر پر اعتبار کچھ نہین ہے اور سند اوسکی مخدوش متروح ہے پس قول ابن عباس کا جو تفسیر آیت
ومن الارض مثلہن مین واقع ہے غیر معتبر ہے **اقول** تفسیر ابن عباس کے جملہ طرق متروح نہین ہین بلکہ بعض طرق مثل طریق کلبی
وغیرہ کے جیسا کہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن مین تفصیل ذکر کیا ہے اور یا نحن فیہ مین سند قوی ہے اور ارباب تصحیح نے
حکم تصحیح کیے ہین پس اوسکی عدم اعتبار کی کیا وجہ ہے **قال البعض** اثر ابن عباس اخبار آحاد سے ہے اور خبر آحاد باب اعتقادات مین مقبول
نہین **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ خبر آحاد مفید یقین نہین ہے تو درست ہے لیکن کچھ مضر نہین اسوجہ سے کہ حکم وجود انبیاء کا طبقات
ثانیہ مین بشہادت اس اثر کی بطور قطع ویقین کے نہین کیا جاتا ہے یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوے بلکہ بطور ظن کے
ہمکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء کے ساتھ ضروری ہے تفصیل انبیاء مین یقین ضروری نہین اس باب مین ظن کافی ہے بلکہ منکر نفس طبقات
کافر نہین ہے جیسا کہ شہاب خفاجی حاشیہ بیضاوی مین لکھتے ہین قولہ فی العدد اشارۃ الی ان الارض کالسماء سبع طبقات متفاصلۃ ہو المعروف
فی الاحادیث الصحیحۃ وقیل ہی الاقالیم السبعۃ ولیست ہذہ المسئلۃ من ضروریات الدین حتی یکفر من انکرہا او تردد فیہا والذی نعتقدہ انہا طبقات

[illegible]

ابن عباس بیہقی و حاکم وغیرہ نے بطریق صحیح اخراج کرکے صحیح کہا اور ابن حجر نے فتح الباری مین بیہقی کے قول کو نقل کرکے
ثبت کیا اور علامہ زرقانی رسالہ اجوبۃ الائمۃ مین لکھتے ہین السؤال الخامس والسادس والاربعون ہل الارض سبع طبقات
او ارض واحدۃ من خلق اللہ الجواب قال اللہ تعالی ومن الارض مثلہن وقال فی آیۃ اخری الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا
ان طباقا فی الآیۃ الاولی مراد وان لم یذکر فتکون المثلیۃ فی الارض کذلک قال ابن حجر ویدل لہ ما رواہ ابن جریر عن

واد لسبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیساکم ونبی کنبیکم قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ
شاذ بمرۃ انتہی اور سیوطی نے بھی درمنثور میں بیہقی کی تصحیح کو نقل کرکے سکوت کیا عبارت اونکی یہ ہے اخرج ابن ابی حاتم
والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن ابن عباس سبع ارضین فی
کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسی قال البیہقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم
لابی الضحی متابعا علیہ انتہی اور مستدرک حاکم میں ہے حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن
غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن قال سبع
ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی ہذا حدیث صحیح الاسناد انتہی اور ذہبی نے
اس طریق پر حکم حسن کا دیا چنانچہ بدر الدین شبلی آکام المرجان میں بعد نقل عبارت حاکم کے لکھتے ہیں قال شیخنا الذہبی
اسنادہ حسن انتہی دوسرا طریق عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس حاکم نے اس طریق سے اخراج کرکے
حکم صحت کا دیا عبارت اونکی یہ ہے حدثنا عبد اللہ حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی
عن ابن عباس قال فی کل ارض نحو ابراہیم ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی اور ذہبی نے بھی اونکی موافقت کی چنانچہ
شبلی لکھتے ہیں قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی ہر گاہ تصریح بیہقی وحاکم وذہبی وسکوت واقرار
ابن حجر وسیوطی وشبلی اس حدیث کی وثاقت ثابت ہو گئی اسکی قابل استناد ہونے میں کیا گفتگو ہے قال المنتصر
منجملہ رواۃ اسکے ایک عطاء بن السائب ہیں اور اونکو ذہبی نے مختلطین میں شمار کیا ہے اور روایت راوی مختلط کی قابل
احتجاج نہیں اقول محدثین کے نزدیک یہ قاعدہ مقرر ہے کہ جو شیخ مختلط ہو جاوے یعنے بسبب کبر سن وغیرہ کے اوسکی عقل میں فتور
واقع ہو جاوے اوسکی تلامذہ کی روایتیں جنہوں نے حالت اختلاط میں تلمذ کیا ہو مقبول نہیں اور جو تلامذہ قبل حالت اختلاط کے
ہوں اونکی روایتیں مقبول ہیں جیسا کہ شروح الفیہ وغیرہ میں بشرح وبسط مذکور ہے اور ما نحن فیہ میں عطاء سے راوی شریک
ہے اور وہ عطاء کی تلامذہ متقدمین سے ہے پس اختلاط عطاء کا کیا ضرر کریگا حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب میں
لکھتے ہیں عطاء بن السائب الثقفی قال احمد ثقۃ ورجل صالح من سمع منہ قدیما کان صحیحا ومن سمع منہ حدیثا لم یکن بشیء وروی
شعبۃ والثوری وحماد بن زید عنہ جیدۃ انتہی اور تہذیب میں ہے من سمع منہ قدیما قبل ان یتغیر شعبۃ وشریک وحماد اور یہی اگرچہ
مشہور ہے کہ یحیی بن معین نے کہا ہے کہ عطاء کی سب تلامذہ حالت اختلاط کے ہیں مگر سفیان وشعبہ جیسا کہ تہذیب التہذیب
میں لکھا ہے قال یحیی بن معین جمیع من روی عن عطاء روی عنہ فی الاختلاط الا شعبۃ وسفیان تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ قول
یحیی کا حسب اونکی تتبع کے ہے اور سوا اونکے اور محدثین چند تلامذہ عطاء کو لکھتے ہیں کہ اونہوں نے قبل حالت اختلاط کے روایت کی ہے مثل
زہیر وزائدہ وحماد بن زید وایوب وغیرہ چنانچہ تفصیل اسکی حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری اور تہذیب التہذیب میں ذکر
کی ہے اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ شریک تلامذہ عطاء متقدمین سے نہیں تو بھی کچھ مضر نہیں اسواسطے کہ شاہد اسکی بطریق دیگر
مسند ابن جریر وغیرہ موجود ہے اور بسبب کثرت طرق کے روایت کو قوت ہو جاتی ہے قال السعد فی حاشیۃ

جوامع میں نقل کیا ہے اما النقل عن ابن عباس ان في كل ارض الخ فهو من رواية الواقدي الكذاب الذي لا ينفع للحديث انتہی اقول ص ۲ میں
حدیث کی جو ابن حجر و شبلی وغیرہ نے نقل کیے ہیں اونمیں کہیں واقدی کا نشان نہیں ہے اگر بالفرض کسی طریق میں واقدی ہو تو کچھ ضرر
نہیں کیونکہ دو طریق اسکے مستند میں سالم ہیں واقدی کو اگرچہ ایک طائفہ محدثین نے مقدوح کیا ہے لیکن ایک جماعت بڑی نے
مثل یعقوب بن ابی شیبہ و ابو بکر صاغانی و دراوردی و مصعب زبیری و یزید بن ہارون وغیرہ نے اوسکی توثیق کی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام
فتح الدین محمد ابن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر میں اسکی تفصیل کی ہے اور میں نے شرح وقایہ میں جو کہ
بسعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ ہے اسکو بتفصیل تمام درج کیا ہے من شاء فلیرجع الیہ **قال البعض** شوکانی نے فوائد مجموعہ میں اس حدیث کو
موضوعات میں شمار کیا عبارت اونکی یہ ہے اخرجه الحاكم في المستدرك قال صحيح على شرط الشيخين وتعقبه الذهبي فقال بل موضوع
ورواه الحاكم في المستدرك من حديث علي وقال صحيح الاسناد وتعقبه الذهبي بان في اسناده حكيم بن جبير وهو ضعيف وعبد الله بن بكير وهو منكر
انتہی **اقول** اس قائل نے شاید بتابعت کسی کذاب کے التحقی یہ کی ہے یا واسطے فریب دہی عوام کے ایسے نقل کی فوائد مجموعہ کو میں نے اول
تا آخر لفظا بلفظ معائنہ کیا اسمیں اس حدیث کا ذکر نہ دیکھا اور عبارت منقول فوائد مجموعہ میں ضمن دو حدیثوں کے مکتوب ہے باب
مناقب اہل البیت میں یہ قول علی انا الصديق الاكبر انا عبد الله واخو رسوله لا يقولها بعدي الا كاذب صليت قبل الناس سبع سنين
رواه النسائي في الخصائص في اسناده عباد بن عبد الله الاسدي وهو المتهم بوضعه وقال ابن المديني ضعيف الحديث وذكره ابن
حبان في الثقات قال في الميزان هذا الحديث كذب على علي وقد اخرجه الحاكم في المستدرك قال صحيح على شرط الشيخين وتعقبه الذهبي بان
عبادا ضعيفا انتہی اور بعد دو ورق کے مرقوم ہے حدیث انه قال رسول الله لعلي حين خرج الى غزوة تبوك يتخلف عليها بالمدينة وقال
مع النساء والصبيان فقال له ان المدينة لا تصلح الا بي او بك وانت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي رواه ابن حبان عن سعد وقال
باطل في اسناده حفص بن عمر كذاب ورواه الحاكم في المستدرك من حديث علي وقال صحيح الاسناد وتعقبه الذهبي بان في اسناده حكيم بن جبير
ضعيف وعبد الله بن بكر الغنوي وهو منكر الحديث انتہی **قال البعض** اثر مذکور معارض مفہوم حدیث مرفوع ہے جسکو شوکانی نے فتح القدیر
میں زیر آیۂ کریمہ وما تحت الثری تحریر فرمایا ہے اخرج ابو یعلی عن جابر ان رسول الله سئل ما تحت الارض قال الماء قيل فما تحت الماء قال ظلمة
قيل ما تحت الظلمة قال الهواء قيل ما تحت الهواء قال الثرى قيل ما تحت الثرى قال انقطع علم المخلوقين عند علم الخالق اس حدیث
سے صاف ظاہر ہے کہ ماوراء تحت الثری کا علم کسی مخلوق کو نہیں ہے تا اینکہ حضرت نے بھی زیادہ اس سے بیان نہیں کیا پس اثبات وجود
آدم و خاتم ہر طبقہ زمین میں صریح مخالف اسکے ہے **اقول** بعد تسلیم صحت سند وقوت روایت اس حدیث کی آپس میں ان اثر مذکور میں
ہرگز مخالفت نہیں ہے کیونکہ اثر مذکور میں خبر وجود سات طبقات زمین کی اور وجود انبیاء کے ان طبقات میں ہے اور حدیث میں اسکی
تفصیل سے ساکت ہے اور ماوراء تحت الثری کا علم نہونا جو اس حدیث سے مستفاد ہے منافی اثبات طبقات کے نہیں ہے کیونکہ ثری ساتوین
زمین کے نیچے ہے بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں قال ابن عباس ان الارضين على ظهر النون والنون على بحر والبحر على صخرة خضراء
على قرن ثور والثور على الثرى وما تحت الثرى لا يعلمه الا الله انتہی اور محمد بن ابی بکر رازی جواہر القرآن میں تحریر کرتے ہیں الثری
التراب الندي اي تحت التراب اليابس بقوله تعالى وما تحت الثرى المراد انه تحت الارضين السابعة انتہی اور منثور میں بر آیہ

ومن الارض مثلهن مرقوم ہی اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال بلغنی ان عرض کل ارض مسیرة خمسمائة عام اخبرت ان الارض
السابعة فوق الثرى انتہی اور احمد بن عبد اللطیف البشبیشی رسالہ التحفة السنیة فی اجوبة الاسئلة المرضیة میں لکھتے ہیں
اخرج ابن ابی حاتم عن کعب انہ سئل ما تحت ہذہ الارض قال الماء قیل ما تحت الماء قال الارض حتی عد سبع ارضین قیل وما تحت
السابعة قال صخرة قیل وما تحت الصخرة قال ملک قیل وما تحت الملک قال حوت معلق طرفاہ بالعرش قیل وما تحت الحوت قال
الهواء والظلمة وانقطع العلم انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ماورائے ارض سابعہ کا علم منقطع ہی سوا اللہ جل جلالہ کے کوئی نہیں
جانتا ہی نہ یہ کہ مابین طبقات کا علم منقطع ہی فاین التعارض واین التخالف **قال البعض** اثر مذکور منافی ہی
حدیث مرفوع کی جو صحیحین میں مروی ہی عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامة
من سبع ارضین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طبقات باقیہ زمین تابع طبقہ اعلیٰ ہی اور اونکے واسطے احکام جداگانہ نہیں
اقول ایک حکم میں تبعیت سے لازم نہیں کہ جملہ احکام میں تبعیت ہو جاوے کما ہو ظاہر علی من لہ ادنی فہم علاوہ زمین غاصب
کی تطویق ساتوں زمین کے ساتھ روز قیامت ہوگی جیسا کہ لفظ حدیث اوسپر دلالت کرتی ہی اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
میں اور ابن حجر مکی نے زواجر میں تفصیل ذکر کیا ہی پس اگر بالفرض حدیث تبعیت جملہ طبقات تحتانیہ پر دلالت کرتی
ہی تو بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ تبعیت قیامت میں ہوگی اور گفتگو احکام دنیا میں ہی **قال البعض** اثر مذکور
معارض ہی حدیث مرفوع کی جسکو حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عمرو سے اخراج کیا ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الارضین بین کل ارض والتی تلیہا مسیرة خمسمائة عام والثانیة سجن الریح والثالثة فیہا حجارة جہنم والرابعة فیہا
کبریت جہنم والذی نفسی بیدہ ان فیہا لاودیة من کبریت لو ارسل فیہا الجبال الرواسی لماعت والخامسة فیہا حیات
جہنم ان افواہہا کالاودیة والسادسة فیہا عقارب جہنم ان ادنی عقربة منہا کالبغال والسابعة فیہا سقر وفیہا ابلیس مصفد
بالحدید فاذا اراد اللہ ان یطلقہ لما یشاء اطلقہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ میں سے کسی میں ہوا اور کسی میں سانپ اور کسی
میں بچھو اور کسی میں کبریت اور کسی میں پتھر اور کسی میں جہنم ہی اور اونمیں مخلوقات مکلفین کا وجود نہیں ہی پس یہ حدیث
کہ مرفوع ہی مرجح ہی اثر ابن عباس سے کہ موقوف ہی **اقول** یہ کلام مخدوش ہی ساتھ دو وجہ کے **اول** یہ کہ اثر ابن عباس
تصریح طائفہ محدثین معتبرین صحیح الاسناد ہی اور جن لوگوں نے اوسپر حکم ضعف کا دیا مثل حلبی و قسطلانی وغیرہ کے اونکو
اشتباہ بسبب شذوذ کے واقع ہوا حالانکہ اوسکی سند میں شذوذ مقبول ہی نہ مردود کیونکہ شذوذ جو مخل صحت ہی وہ
عبارت ہی اس سے کہ ایک ادنی ثقہ کی روایت مخالف ہو دوسرے ثقات کی روایت کی اور مجرد تفرد راوی ایک ثقہ کا کسی
روایت کے ساتھ مخل صحت نہیں جیسا کہ تفصیل اسکی عنقریب مذکور ہوگی اور رواة اس اثر کے ثقات ہیں کوئی علت قادحہ
معتبرہ اونمیں معلوم نہیں ہوتی ہی بخلاف حدیث ابن عمرو کے کہ اوسکی رواة میں ابو السمح دراج واقع ہی اور وہ مختلف فیہ ہی تہذیب التہذیب
میں ہی قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ حدیثہ منکر وقال الدارمی عن ابن معین ثقة وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابو حاتم فی حدیثہ ضعف

قال الدارقطنی شیخ مرکا انتہی اسی وجہ سے محدثین اس حدیث میں مختلف ہوگئے، حاکم نے اسکی حق میں صحیح کہا اور سیوطی نے تخریج احادیث
شرح مواقف میں سند حسن تحریر کیا اور حافظ عبدالعظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں اسپر حکم نکارت کا دیا عبارت انکی یہ ہے

بدراج وقبلہ عبداللہ بن عباس وباقی الکلام

متن میں اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ والحاکم و

وتعقبہ الذہبی فقال شاذ بمرۃ انتہی پس معلوم ہوا کہ اثر ابن عباس بھی مثل حدیث ابن عمر کے ہے اور موقوف ہونا اثر ابن عباس کا مضر نہیں
اسوجہ سے کہ قول صحابی کا ایسی باتوں میں جنمیں رائے کو دخل نہیں حکم رفع کا رکھتا ہے چنانچہ تفصیل اسکی بتقریب آتی ہے دوسرے
یہ کہ حدیث ابن عمر میں کہیں نفی وجود مخلوقات نہیں ہے تاکہ مخالف اثر ابن عباس کے ہووے پس حال یہ ہے کہ طبقات تحتانیہ میں مخلوقات
وانبیاء بھی ہیں جیسا کہ مفاد اثر مذکور ہے اور ہوا اور پانی جیسی چیزیں بھی ہیں جیسا کہ حدیث ابن عمر کا مفاد ہے جیسا کہ زمین
میں ہر قسم کی مخلوقات ہیں اور یہی مفاد حدیث ابن جریر کا ہے قسطلانی لکھتے ہیں قال ابن جریر حدثنا عمرو بن علی ثنا محمد بن المثنی
قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض مثل ابراہیم نحو ما علی الارض من الخلق
ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح انتہی پس درمیان حدیث ابن عمر کی اور حدیث ابن عباس کے ہرگز مخالفت و تعارض نہیں ہے **قال**
البعض اثر ابن عباس مجمل ہے کیونکہ شارع نے وجہ تشبیہ سے ساکت رہ کر بیان نہیں کی اور مجمل جب تک بیان نہ ہو لائق استدلال نہیں
اقول اجمال اصولیین کے نزدیک عبارت ہے خفاء معنی سے اس طرح پر کہ بغیر تفسیر متکلم معلوم نہ ہو بدون استفسار متکلم کے جیسا کہ
منار میں ہے اما المجمل فما ازدحمت فیہ المعانی واشتبہ المراد بہ اشتباہا لا یدرک بنفس العبارۃ بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم
التأمل انتہی اور وجود اسکا اثر میں ثابت نہیں ہے اور اگر مجرد بیان نہ کرنا شارع کا وجہ تشبیہ کو باعث اجمال ہو تو بہت سی تشبیہات
جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں مجمل ٹھہر جاوینگے وہو خلاف الاجماع قال اللہ تعالی فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا وقال تعالی
ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وقال تعالی اولئک کالانعام بل ہم اضل وقال علیہ الصلوۃ والسلام صلوا کما رأیتمونی
اصلی **قال البعض** بنا بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تا ایندم کوئی شخص قائل وجود انبیاء کا طبقات تحتیہ میں نہیں ہوا
اقول بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن ای سبعا یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء العلیا
الی الارض السفلی انتہی اور جلال الدین محلی لکھتے ہیں ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینہن بین السموات والارض
ینزل بہ جبریل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ وحی بواسطت جبریل طبقات تحتانیہ میں بھی جاتی ہے
یعنی ہیں وجود انبیاء کا طبقات تحتانیہ میں کیونکہ جبرئیل وحی بواسطت اللہ کے نازل کرتے ہیں خواہ نبی مرسل ہو خواہ وحی احکام مستقلہ
رد نبی ہو اگر کوئی شبہ کرے کہ وحی کبھی بمعنی الہام کے مستعمل ہوتی ہے اور کبھی بمعنی تفہیم اور تعلیم کے آتی ہے جیسا کہ امام رازی نے
تفسیر کبیر میں لکھا ہے پس جائز ہے کہ وحی جو عبارت معالم اور جلالین میں واقع ہے بمعنی الہام کے ہو نہ بمعنی وحی نبوت کے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وحی چند معانی میں مستعمل ہوتی ہے لیکن وحی جو بواسطت جبرئیل کے ہو وہ مختص نبوت سے ہے
جیسا کہ زرقانی رسالہ اجوبۃ الاسئلۃ میں لکھتے ہیں قال صاحب فتح الباری الضابط عند الاشعری ان من جاءہ

الملک عن اللہ الحکیم من امر او نہی او اعلام بما سیاتی فہو نبی انتہی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی جو عبارت مذکورہ مین واقع ہی
جائز ہی کہ ماول بوحی تدبیر ہو نہ بمعنی وحی حقیقی کے جو مقتضی نبوت ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ تاویل بلا دلیل ہی اور تاویل بلا وجہ
بیہودہ مردود ہی جیسا کہ سیوطی اعلام بحکم عیسی علیہ السلام مین لکہتے ہین قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ لدلیل
فان لم یکن لدلیل فلا تاویل انتہی اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمرو سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات غیر مکلفین ہین
پس اونپر وحی حقیقی کیونکر جا سکتی ہی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ حدیث مذکور سے نفی مخلوقات مکلفین نہین نکلتی ہی اور اثر ابن عباس
جو بطرق متعددہ معتبرہ مطولا ومختصرا مروی ہی صحیح ہی وجود مکلفین ہین پس طبقات تحتانیہ مین وحی حقیقی جانے سے کون
مانع ہی الحاصل ظاہر عبارت بغوی ومحلی مقتضی اسیکو ہی کہ وہ طبقات تحتانیہ مین وجود انبیاء کے قائل ہین اور تاویل خلاف
اصل ہی اور عبارت آکام المرجان سے بہی صاف واضح ہی کہ شبلی بہی قائل اس امر کے ہین کہ طبقات تحتانیہ مین انبیاء ہوے ہین
جیسا کہ عنقریب ذکر آتا ہی قال البعض احتمال ہی کہ وجہ تشبیہ اثر ابن عباس مین مشارکت اسمی ہو دون مماثلت بعینہ
جیسا کہ قسطلانی وسیوطی نے افادہ فرمایا ہی یا بشریت یا تبلیغ احکام یا ہدایت انام وغیر ذلک واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال
اقول یہ احتمالات ناشیہ بلا دلیل ہین اور مخدوش ہین جملہ نبی کنبیکم سے اوس واسطے کہ اس جملہ مین تشبیہ ہی ایک نبی کو ساتھ
ہمارے نبی کے نہ تشبیہ بشر کی پس قطع نظر تشبیہ کے یہ ثابت ہوا کہ اون طبقات مین ایک ایک نبی ہی اور وہ مشابہ ہی
ساتھ ہمارے نبی کی پس اگر تشبیہ مجرد بشریت یا مشارکت اسمی یا ہدایت وغیرہ مین ہووے تو نبی کا لفظ لغو ہو جائیگا
زیادہ توضیح اسکی یہ ہی کہ نبی کنبیکم سے دو امر ثابت ہین ایک یہ کہ اون طبقات مین ایک ایک شخص موصوف بہ نبوت
ہی دوسرے یہ کہ وہ شخص مشابہ ساتھ ہمارے نبی کے ہی پس وجہ تشبیہ ایسی بیان کرنا چاہیے کہ صفت نبوت کی بحال خود رہے
اور تشبیہ بہی مستقیم ہو جاوے اور وجوہ کہ قسطلانی وغیرہ نے بیان کی ہین اونمین نبی سے چشم پوشی ہی بیان وجہ تشبیہ مین کیونکہ
صفت باطل ہوتی ہی اور بعد ثبوت نبوت مشبہ کی لفظ نبی سے تشبیہ ہوگی مگر ختم نبوت مین اسلیے کہ اگر تشبیہ جملہ صفات
محمدیہ مین کی جاوے تو مثلیت حقیقیہ ثابت ہوتی ہی وہو خلاف الاجماع اور اگر احتمال اسکا پیدا کیا جائیگا کہ نبی سے مراد مطلق
ہادی ہی تو ایسا ہی احتمال تمام آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ مین جو مثبت نبوت انبیاء طبقہ ہذا ہین سامنے ہوگا وہو باطل
الحاصل ظاہر سوق حدیث ابن عباس سے وجود انبیاء طبقات تحتانیہ مین اور تعدد آدم وغیرہ ثابت ہوتا ہی اور بانضمام عبارت
معالم وجلالین وآکام المرجان زیادہ تر اسکو تقویت حاصل ہوتی ہی قال البعض احتمال وتجویز وجود خاتم منافی مفہوم
نص قطعی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہی اسلیے کہ مفاد جمع محلی بلام استغراق یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خاتم تمام انبیاء کے ہین اقول حاشا وکلا یہ احتمال منافی نص مذکور کے نہین ہی کیونکہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ کا
اتحاد زمان یا بعدیت از زمان خاتم الانبیاء ثابت نہین ہی پس ممکن ہی کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم الانبیاء
کے وجود کے پہلے ہوے اپنی اپنی طبقہ کی قصر نبوت کو تکمیل کر چکے ہون بعد ازان ہمارے خاتم نے رونق افروز ہو کر ختم نبوت
مطلقہ کیا قال البعض عموم رسالت وبعثت واطلاق ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدلول نصوص قطعیہ

قطعیہ کا ہی پس عموم مخصوص مقید ساتھ کسی مان یا امکان کسی ہی یا نہین بر تقدیر اول اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر
ثانی احتمال تعدد خواتم کا باطل ہوگا کیونکہ وجود خواتم یا زمانہ آنحضرت مین ہوگا یا بعد اسکے یا قبل اسکی صورت اول و
ثانی صریح باطل ہی اسلیے کہ اس صورت مین وہ منجملہ افراد رسل الیہم کی ہونگی نہ رسول پس خاتم الرسل ہونا کیا اور صورت
ثالث بھی باطل ہی اسواسطے کہ خواتم مفروضہ سوقت داخل افراد النبیین ہونگی نہ خاتم **اقول** صورت ثالث کی بطلان
کی کوئی وجہ نہین اور داخل ہونا افراد النبیین مین مضر انکی خاتم ہونیکی نہین اسواسطے کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی
بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کے اور وجود انکا جب ہمارے خاتم پر سابق ہوگا تو اونکی خاتمیت اضافیہ مین کچھ فساد نہوگا
قال البعض خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ہی یا اضافی بر تقدیر ثانی اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر اول
وجود دو خاتم حقیقی کا علی سبیل الاجتماع عقلا و نقلا محال ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دو خاتم حقیقی سلسلہ نبوت کا بلکہ ہر
سلسلہ متسلسلہ کا ایک ہی ہوگا **اقول** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات ہی اور دعوت
آپ کی عام ہی اور خاتم طبقات باقیہ کا خاتم ہونا اضافی ہی دو خاتم حقیقی کے مجتمع ہونیکا کون قائل ہی تفصیل مقام یہ ہی
کہ تعدد خاتم کی چند صورتین ہین ایک خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا علی سبیل الاجتماع یہ صورت محال ہی
عقلا اور نقلا بھی اسکے استحالہ پر قائم ہین اور کوئی اسکے جواز کا قائل نہین دوسرے
خاتم اضافی کا متعدد ہونا اس صورت کے جواز مین شبہہ نہین تیسرے تعدد خاتم اسطرح پر کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی
یہ صورت بھی جائز ہی بلکہ اس طبقہ مین بھی واقع ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل
ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خاتم حقیقی جمیع انبیاء ہوئے ہرگاہ یہ امر ممہد ہو چکا اب سمجھنا چاہیے کہ تعدد خواتم
بحسب طبقات سے یہ نہین لازم کہ سب خاتم حقیقی ہون تا اوسکی محال ہونیکا عقلا و نقلا فتوی دیا جاوے اور نہ یہ لازم کہ
سب خاتم اضافی ہون تا لازم آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اضافی ہو وہ بھی باطل بلکہ صورت ثالثہ
یہ محتمل ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہون اور ہر ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم
تا انبیاء اپنی اپنی طبقہ کے ہون جیسا کہ اس طبقہ مین حضرت عیسی کے نسبت [illegible] خاتم الانبیاء کہ ہی پس با وجود
خواتم کو کہ جملہ [illegible] کسیکو [illegible] مستفاد ہی باطل کہنا خلاف اجماع علماء ہی اور زیادہ تفصیل اس مبحث کے

اضافی بہ نسبت

اس صورت کے متعلق تعدد [illegible] البعض قول ابن عباس کا کسی یہودی سے ماخوذ ہی اسوجہ سے کہ ابن عباس قائل ہین کہ
عنقریب گذارش ہوتی ہی **قال**
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو تمام عالم پر بزرگی دی ہی اور اس قول سے اونکی خلاف اس امر کا معلوم
ہوتا ہی **اقول** صحابہ دو قسم کی تہی بعض احبار یہود اور کتب بنی اسرائیل سے اخذ کرتی تہی جیسے عبداللہ بن عمرو بن العاص
اور بعض اس سے اجتناب کرتی تہی بلکہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے اخذ کرتی تہی مثل ابو ہریرہ کے جیسا کہ صحیح البخاری
وغیرہ مین مصرح ہی اور مثل ابو الدرداء کی جیسا کہ سیوطی نے اپنی رسالہ بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ للظلال مین تصریح
کی ہی اور مثل عمر و ابن عباس و ابن مسعود وغیرہ جیسا کہ سخاوی نے فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین لکھی ہین تلمذ منع عمر

لکیا عن التحدیث بما فی الکتب المتقدمۃ وقالوا لا کتبہ اولا لحدثناکم بما ضل القرن الاول واصح منہ قول ابن عباس لم یزل لو دوا
لکنا بنا وقال ہذا حاجۃ بما الی غیر ذلک ولذا نہی ابن ابن شہاب ابن مسعود وغیرہ من الصحابۃ انتہی اور صحیح بخاری میں جو موجود ہے کہ حضرت
ابن عباس کتب اہل کتاب سے روایت کرنے سے زجر فرماتے تھے حسب عبارت اوسکی مذکور ہوگی پس احتمال اسکا کہ ابن عباس نے
اس قول کو کسی یہودی سے اخذ کیا باطل ہے اور اس اثر سے بموجب تسلیمات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کسی نبی کو یا دوا
کے ساتھ کسی نبی کی ہرگز نہیں مفہوم ہوتی ہے اگر یہ حدیث مخالف اعتقاد ابن عباس ہو کیونکہ تشبیہ میں مساوات
افین شرط نہیں ہے اور نہ افضلیت مشبہ بہ صحیح کلی ہے بعض الفاظ نبی کنبیکم سے نہیں مستفاد ہے کہ ہر طبقہ میں ایک
ایک نبی مماثل آنحضرت کے یا آپ سے افضل ہے بلکہ اسیقدر مفہوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک نبی مشابہ آنحضرت کے ہوا اور مشابہت
میں اتحاد جمیع صفات کمالیہ میں لازم نہیں پس ہو سکتا ہے کہ ہر طبقہ کا نبی جو خاتم سلسلہ نبوت ہو ساتھ آنحضرت کے
صرف ختم میں تشبیہ دیا گیا ہو اگرچہ دونو ختموں میں تفاوت ہو **قال البعض** کلمہ نبیکم کا مرتد ہے کیونکہ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ نبی تمہارے ہیں ہمارے نہیں پس ایسا قول ابن عباس نہیں کہہ سکتے بلکہ کسی یہودی کا قول ہوگا **اقول** ان اللہ
یا القرآن میں کلمہ صغیر وکبیر ہے اسیقدر بعض اوقات میں کلمہ نبیکم سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ وہ نبی ہمارے نہیں جیسے کسی نے کہا
یا اخو زید اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ وہ فقط زید کا بھائی ہے اور کسی کا بھائی نہیں اور یہ کلمہ محاورات میں شائع و ذائع تھا
صحیح مسلم میں ابن مسعود سے مروی ہے من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلما فلیحافظ علی ہولاء الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فان اللہ
شرع لنبیکم سنن الہدی وانہن من سنن الہدی ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا المتخلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم
ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اور بھی صحیح مسلم میں حضرت عمر سے مروی ہے قال الا ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ
یرفع بہذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین اور بھی صحیح مسلم میں ابو حسان سے مروی ہے قال قیل لابن عباس ان ہذا الامر
قد تفشغ بہ الناس ان من طاف بالبیت فقد حل الطواف عمرۃ فقال ابن عباس سنۃ نبیکم وان رغمتم اور صحیح بخاری میں
ابن عباس سے مروی ہے قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار
باللہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں قال من سرہ ان یلقی اللہ آمنا فلیات الصلوات
الخمس حیث ینادی بہن فانہن من سنن نبیکم ولا یقل ان لی مصلی فی بیتی فاصلی فیہ فانکم ان فعلتم ذلک ترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم
سنۃ نبیکم لضللتم اور ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ میں لکھتے ہیں روی اسمعیل السدی عن انس لو بقی ابراہیم ابن رسول اللہ لکان
نبیا ولکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء پس اگر کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہوتا حضرت عمر و ابن مسعود و ابن عباس و معاذ وانس
کے ساتھ تکلم نہ فرماتے **قال البعض** اثر ابن عباس میں ذکر موسی کا نہیں ہے اس سے لازم آتی ہے تفضیل موسی اور اگر
مثل اسکا ہوتی ہو تو البتہ درجہ ترک ذکر موسی سے یہ ہو سکتی ہے کہ بہ نظر مصلحت شامل ہو سکے کوئی نہیں ورنہ یہ کہا
جا سکتا ہے کہ آنحضرت کے مثل موجود ہوں اور مثل عیسی کا ایک نبی نہ ہو لیس ثابت ہوا کہ اسکو ابن عباس نے کیسی وجہ
سے کیا **اقول** ابن جریر وغیرہ نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے قال ابن عباس فی کل ارض مثل ابراہیم نحو ما علی الارض من الخلق

ب ۳

[illegible]

اور ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا اسنادہ صحیح اور کہا علی الارض کا عام ہے نہیں معلوم ہوا کہ شمول رسی بھی ان طبقات میں
ہوگا اور یہی کہ نبیکہ ہابیبی عیسی یا نوح کے نوح سے ہے نہیں مستفاد ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی مانند ان انبیاء کی جمیع صفات
کمالیہ میں تھی تا نہ ذکر کرنا ہوگا دلالت کرے کہ یہ قول ہود کا ہے بلکہ یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک نبی
ان انبیاء کے تھے اگرچہ مشابہت بعض صفات میں ہو **قال البعض** یہ حدیث ابن عباس مخالف قرآن کے ہے
حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور خبر آحاد مخالف قرآن کے باطل ہے **اقول** حدیث اگر ثابت ہے
اس سے کہ ہو کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی آنحضرت کے زمانہ میں صاحب شرع جدید اور نبی مستقل تھا تو البتہ مخالف ہوگی حال آنکہ
یہ امر اس سے مستفاد نہیں بس یہ جائز ہے کہ واحد سلاسل تحتانیہ آنحضرت کے زمانہ کے قبل ہو گئے ہوں یا آنحضرت کے زمانے میں کوئی متبع
شریعت محمدیہ کے ہو ہوں کیونکہ بعد آنحضرت کے زمانے میں آنحضرت کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ جدا شرع جدید البتہ
ممتنع ہے چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات میں زیر حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کے لکھتے ہیں ای لو عاش لکان من اتباعہ
کعیسیٰ والخضر والیاس فلا ینافی قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ انتہی اور حافظ ابن حجر اصابہ
فی احوال الصحابہ میں لکھتے ہیں استدل بعضہم علی موت الخضر بقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی کے بسط ابن حیۃ القول فی ذلک وتعقب
بعیسیٰ فانہ نبی قطعا وثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان ویحکم بشریعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ
لکل احد من الناس لا علی نفی وجود نبی کان قد نبی قبل ذلک انتہی **قال البعض** اہل اسلام کا یہ قول ہے کہ طبقات زمین
باہم متصل ہیں اور اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات جدا جدا ہیں پس یہ اثر باطل ہے **اقول** اتصال طبقات زمین مذہب
علمائے ہیئت کا ہے اور وہ مردود ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہیں انفصال پر جامع ترمذی میں ابو ہریرہ سے
مروی ہے قال کنا جلوسا مع رسول اللہ فمرت سحابۃ فقال اتدرون ما ہذہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ یسوقہا اللہ الی بلد
لا یعبدونہ ولا یشکرونہ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک موج مکفوف وسقف
محفوظ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک سماء ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ
اعلم قال فوق ذلک سماء بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع سموات ثم قال ہل تدرون ما تحتہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ارض اخری
بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ عام انتہی مختصرا اور اسی طرح روایت کیا ہے اسحق بن راہویہ وبزار و
ابو الشیخ وابن ابی حاتم وبیہقی نے ابوذر سے پس بمقتضائے ان احادیث صحیحہ کے اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر طبقہ زمین دوسرے طبقہ سے جدا ہے اور
ہر طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو سال کی راہ ہے اور جو بعض اہل اسلام اتصال طبقات کے قائل ہوئے ان کو یہ حدیثیں نہیں
پہنچیں ورنہ کبھی ایسی بات نہ کہتے پس قول ان کا مردود ہے اور صحیح وہی ہے جو احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ فتح الباری وغیرہ میں مصرح
ہے پس قول مردود کو اختیار کر کے ایک حدیث صحیح کو مردود کرنا کمال مراعات نفسانی ہے اور بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر زمین کے
طبقات جدا جدا ہوں اور ایک دوسرے کے نیچے ہووے تو طبقات تحتانیہ میں آفتاب ماہتاب کی روشنی کیونکر پہنچتی
ہوگی اور ہمیشہ وہاں تاریکی رہتی ہوگی اور یہ خلاف عقل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علمائے امت طبقات کی کیفیت میں مختلف ہیں

بعضے کہتے ہیں کہ ہر طبقہ زمین کا کردی ہے اس صورت میں البتہ ارباب طبقات تحتانیہ آسمان و ماہتاب و آفتاب دیکھتے ہوں گے
لیکن ہر طبقہ میں حق جلشانہ نے ایک قسم کی روشنی پیدا کردی ہے کہ اوس سے وہ مستفید ہوتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں زمین
کے طبقات کردی نہیں ہیں اس صورت میں بھی ماہتاب و آفتاب وغیرہ کی روشنی ہر طبقہ میں پہنچتی ہے چنانچہ سلیمان جمل حاشیہ
تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں فی مشاہدتہم السماء واستمدادہم الضیاء قولان احدہما انہم یشاہدون السماء من کل جانب من ارضہم
ویستمدون الضیاء منہا قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض مبسوطۃ والثانی انہم لا یشاہدون السماء وان اللہ خلق لہم ضیاء
یشاہدونہ قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض کریۃ انتہی **قال البعض** بر تقدیر صحت حدیث ابن عباس کے لازم
آتا ہے کہ اس طبقہ میں دو آدم ہوں اسلئے کہ عموم کل ارض شامل اس ارض کو بھی ہے پس چاہیے کہ اس ارض میں ایک آدم مثل
آدم ہمارے کے لیکن لازم باطل ہے پس حدیث مذکور باطل ہے **اقول** مراد کل ارض سے ہر طبقہ زمین کا ہے طبقات تحتانیہ سے اور یہ طبقہ
کل ارض سے بدلالت عقل خارج ہے جیسے عموم واللہ علی کل شیء قدیر سے ذات حق جلشانہ کہ شیء میں داخل ہے خارج ہے بدلالت
عقل **قال البعض** حدیث مخالف اجماع اہل اسلام کے ہے کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات
ہیں **اقول** بلاشک و ریب آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات ہے لیکن اس حدیث سے کب اوسکے خلاف ثابت ہے تا اوسکا بطلان
لازم آوے اسواسطے کہ تشبیہ بیچ کل جملہ صفات کمالیہ محمدیہ میں نہیں ہے الی ہہنا تم الکلام علی من فرط وافرط باتباع الہوی
ذلک مبلغہم من العلم ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وہو اعلم بمن اہتدی اب صاحب کشف الالتباس کے شبہات کا جواب دیتا ہوں
اور اونکی خدشات کو مرتفع کرتا ہوں **قال** اہل العدا من قرب زمان میں ایک فتوی اثبات وجود انبیاء و خمیر ہر طبقہ زمین میں
اور نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نسبت اہل طبقات دیگر منسوب بجانب جناب ابو الحسنات **محمد عبد الحی**
لکھنوی کو دیکھا گیا اوس سے ثابت ہوا کہ مجیب صاحب نے امور مذکورہ کا دعوی صرف باعتبار اس کے کیا ہے کہ اثر ابن عباس جو تفسیر
آیہ کریمہ ومن الارض مثلہن بلفظ قال ابن عباس وارد ہے اوسکو محدثین نے صحیح کیا ہے لاجرم بظاہر اثر مذکور سے ثابت ہوا کہ
جسطرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم الرسل اس طبقہ میں ہیں اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہے لیکن وہ
خاتم مثل اس خاتم کے نہیں ہے **اقول** نسبت کرنا نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت اہل دیگر طبقات
طرف جواب فقیر کے افترا بحت ہے کہیں اوسمیں یہ مضمون نہیں ہے ملخص جواب سابق کا اسیقدر ہے کہ اثر مذکور صحیح ہے اور اوس سے
طبقات باقیہ میں سلسلہ آدم و خواتم کا ہونا ثابت ہے لیکن یہ خواتم مثل ہمارے خاتم کے نہیں ہیں اس سے یہ [illegible]
کہ ہمارے خاتم کی خاتمیت مختص ساتھ اس طبقہ کے ہے اور چونکہ اثر ابن عباس سے وجود سلاسل نبوت کا ہر طبقہ میں ثابت ہے اور یہ بھی
کہ واسطے ایک آخر ضرور ہے بنا بر علیہ میں نے خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ کے نہ بمعنے اسکے کہ بعثت نبویہ ساتھ اسی
طبقہ کی خاص ہے اور ہر ہر طبقہ میں ہمارے آخر الانبیاء کی نبوت مستقلہ ہو کیونکہ یہ امر کسی دلیل سے ثابت نہیں اور میری
رای اس طرف ہرگز مائل نہیں جو میری طرف اسکو نسبت کرے وہ مفتری ہے **قال** ماتحن فیہ میں امر واقعی ہے کہ نہ اثر مذکور
بقاعدہ اصول حدیث صحیح اور نہ اثبات وجود انبیاء و خواتم ہر طبقہ زمین میں صحیح ہے اور نہ اوس پر بنا اس دعوی کے قائم

ہوسکتی ہے کہ ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہو تفصیل اس مقال کی یہ ہے کہ اثر مذکور بالفاظ مختلفہ حضرت عبد اللہ بن عباس
سے وارد ہے ایک تو روایت ابن جریر طبری مفسر ہے من شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض مثل ابراہیم
مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق قال ابن حجر ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح اور لفظ نحو ما علی الارض سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہر طبقۂ زمین میں دریا و نہر و دواب وغیرہ موجود ہیں جیسا کہ اس عالم میں ہیں مع ہذا حضرت مجیب جو عبارت
بدائع الدہور وغیرہ سے ثابت کرتے ہیں کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی جنس سے نہیں ہے وہ بظاہر مخالف اثر
کے ہے **اقول** بدائع الدہور وغیرہ میں سکان طبقات باقیہ کا انحصار ان اقوام میں جنکا ذکر کیا ہے نہیں کیا ہے
تا مخالفت ساتھ اس اثر کے لازم آوے **قال** دوسری روایت حاکم اور بیہقی کی ہے اور کہا بیہقی نے اسناد اسکی صحیح ہے
مگر نہایت شاذ ہے پس یہ اثر بقاعدۂ اہل فن حدیث کے قابل احتجاج نہیں بچند وجہ اول یہ کہ حدیث مذکور بسبب اقرار
مجیب اور قول بیہقی و ابن حجر و سیوطی کے شاذ ہے اور حدیث شاذ لائق احتجاج نہیں ابن ابی شریف خلاصہ مصطلح
اصول حدیث میں لکھتے ہیں الشاذ ہو الذی لیس له الا اسناد واحد شذ به شیخ ثقۃ او غیر ثقۃ فما کان من غیر ثقۃ فمتروک
وما کان عن ثقۃ فیتوقف فیہ ولا یحتج بہ **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ بعض افراد حدیث شاذ کی قابل احتجاج کے نہیں ہیں تو صحیح ہے لیکن
مضر نہیں کیونکہ حدیث مذکور بعض میں سے نہیں ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر شاذ قابل احتجاج نہیں تو غلط اور مخالف کتب
اصول حدیث کے ہے محدثین تصریح اس امر کی کرتے ہیں کہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود اور تفصیل اسکی جیسا کہ مقدمہ
ابن الصلاح میں مصرح ہے یہ ہے کہ جب کوئی راوی متفرد ہو ساتھ کسی حدیث کے پس اگر روایت اسکی مخالف ہے دوسرے اس کا
احفظ اور اوثق کے اس صورت میں وہ شاذ مردود ہوگی اور اگر مخالفت نہو بلکہ مجرد تفرد ہو پس اگر متفرد فی نفسہ حافظ
ثقہ عدل ہو روایت اسکی مقبول اور شاذ صحیح ہوگی اور اگر مراتب راوۃ حسن میں ہو حدیث اسکی شاذ حسن ہوگی اور اگر درجات
رواۃ صحیح و حسن سے بعید ہو اس صورت میں شاذ منکر ہوگی اور حضرت معترض نے جو تعریف شاذ کی ذکر کی ہے اسکا ماحصل ابن ابی شریف نے نقل کیا ہے اسکی کیفیت
یہ ہے کہ یہ تعریف شاذ کی خلیلی سے منقول ہے مگر ارباب تحقیق کے نزدیک محدثین کے غیر صحیح ہے کیونکہ اس تعریف پر لازم آتا ہے کہ متفردات ثقات کی مقبول
نہوں حالانکہ صحاح ستہ میں بہت افراد ثقات ہیں کہ وہ ائمہ کے مستند ہیں حافظ زین الدین عراقی شرح الفیہ
میں لکھتے ہیں اختلف اہل العلم بالحدیث فی صفۃ الحدیث الشاذ فقال الشافعی لیس الشاذ ان یروی الثقۃ ما لا یروی غیرہ انما
الشاذ ان یروی الثقۃ حدیثا یخالف ما روی الناس وحکی ابو یعلی الخلیلی عن جماعۃ من اہل الحجاز نحو ہذا وقال الحاکم ہو الحدیث
الذی یتفرد بہ ثقۃ من الثقات ولیس له اصل متابع لذلک الثقۃ فلم یشترط الحاکم فیہ مخالفۃ الناس وقال ابو یعلی الخلیلی الذی علیہ
حفاظ الحدیث ان الشاذ ما لیس له الا اسناد واحد یشذ بذلک شیخ ثقۃ کان او غیر ثقۃ فما کان عن غیر ثقۃ فمتروک لا یقبل وما کان
عن ثقۃ یتوقف فیہ ولا یحتج بہ فلم یشترط الخلیلی فی الشاذ تفرد الثقۃ بل مطلق التفرد ورد ابن الصلاح ما قال الحاکم والخلیلی
بافراد الثقات الصحیحۃ فقال ابن الصلاح اما ما حکم الشافعی علیہ بالشذوذ فلا اشکال فی انہ شاذ غیر مقبول واما ما حکینا
عن غیرہ فیشکل بما یتفرد بہ العدل الضابط الحافظ کحدیث انما الاعمال بالنیات واوضح من ذلک فی ذلک حدیث عبد اللہ بن دینار

عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن بيع الولاء وهبته تفرد به عبد الله بن دينار وحديث مالك عن الزهري
عن انس ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم دخل مكة وعلى رأسه المغفر تفرد به مالك عن الزهري فكل هذه مخرجة في الصحيحين
مع انه ليس لها الا اسناد واحد تفرد به الثقة وقد قال مسلم للزهري نحو تسعين حرفا يرويه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم لا يشاركه
فيها احد باسانيد جياد قال فهذا الذي ذكرناه وغيره من مذاهب ائمة الحديث يبين لك انه ليس الامر في ذلك على الاطلاق
الذي اتى به الخليلي والحاكم بل الامر في ذلك على تفصيل نبينه فنقول اذا انفرد الراوي بشيء نظر فيه فان كان مخالفا لما رواه
من هو اولى منه بالحفظ لذلك واضبط كان ما انفرد به شاذا مردودا وان لم يكن فيه مخالفة لما رواه غيره وانما هو امر رواه
هو ولم يروه غيره فينظر في هذا الراوي فان كان عدلا حافظا موثوقا باتقانه وضبطه قبل ما انفرد به ولم يقدح الانفراد فيه وان لم يكن
ممن يوثق بحفظه واتقانه لذلك الذي انفرد به كان انفراده به خارما له مزحزحا له عن حيز الصحيح ثم هو بعد ذلك دائر بين مراتب متفاوتة
فان كان المنفرد به غير بعيد عن درجة الحافظ الضابط المقبول تفرده استحسنا حديثه وان كان بعيدا من ذلك رددنا ما انفرد به
وكان من قبيل الشاذ المنكر انتهى اور قاضی بدر الدین بن جماعہ بعد نقل کلام ابن صلاح کے لکھتے ہیں ہذا التفصیل حسن نفیس انتہی اور ابو
الکرم بن عبد الرحمن امعان النظر شرح نخبة الفکر میں لکھتے ہیں ان استقراء موارد استعمالهم المنكر والشاذ يدل على ان المنكر والشاذ
لا يلزم ان يكون حديثا مردود الرواية انتهى تو ان عبارات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مطلق شاذ کو مردود کہنا جیسا کہ خلیلی نے
نقل کیا غلط ہے بلکہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود پس اب سمجھنا چاہیے کہ آخر میں غلط شد وذ حجر وتفرد مسلم من صحیح
ابو الضحی سے مخالفت ثقہ دیگر اور رد فی نفسہ ثقہ ہے پس حدیث شاذ مقبول ہو گی اور اگر شاذ مردود ہے حتی تو بھی تا جیح
منکر شذوذ کی حکم صحت کا نہ دیتا کیونکہ صحت مصطلح اہل حدیث میں سلامت عن العلل والشذوذ شرط ہے کما لا یخفی علی من
طالع المختصرات فضلا عن المطولات **قال** دوم یہ کہ اثر مذکور اگر چہ تفسیر صحابی قرار دیا جاوے تو وہ حکم حدیث موقوف کا
رکھتا ہے اور حدیث موقوف نزدیک اہل فن کے حجت نہیں **اقول** قول صحابی کا ایسے امور میں کہ جس میں راہ اجتہاد کو
مداخلت نہو جیسے اخبار بدء خلق اور قصص انبیاء وغیرہ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظ ابن حجر شرح نخبة الفکر میں
لکھتے ہیں مثال المرفوع من القول حکما لا تصریحا ان یقول الصحابی ما لا مجال للاجتهاد فیه ولا له تعلق ببیان لغة او شرح غریب کالاخبار عن
الامور الماضیة من بدء الخلق واخبار الانبیاء او الآتیة کالملاحم واهوال یوم القیامة وانما کان حکمه المرفوع لان اخباره بذلک یقتضی
مخبرا له وما لا مجال للاجتهاد فیه یقتضی موقفا للقائل به ولا موقف للصحابة الا النبی صلی الله علیه وسلم انتهی اور ابن حجر کتاب النکت علی ابن الصلاح میں لکھتے ہیں
ما قاله الصحابی مما لا مجال للاجتهاد فیه فحکمه الرفع کالاخبار عن الامور الماضیة من بدء الخلق وقصص الانبیاء وعن الامور الآتیة کالملاحم
والفتن وصفة الجنة والنار والاخبار عن عمل یحصل به ثواب مخصوص او عقاب مخصوص انتهی ان عبارات سے واضح ہوا کہ جب بعض روایات
ابن عباس میں تحریر کیے گئے ہیں کہ وہ فقط تفسیر صحابی ہے متعلق ہے شان نزول کے ساتھ وہ حکم مرفوع میں ہے تو امر بکر غلط ہے اور اسی طرح حافظ عراقی
فی شرح جامع ترمذی میں اور ابو بکر بن العربی فی شرح ترمذی میں اور امام فخر الدین رازی محصول میں اور ابن عبد البر فی شرح ... میں
تصریح کی ہے پس بنا علی ہذا اثر ابن عباس جو متعلق ہے ساتھ بدء خلق اور قصص انبیاء کے حکم مرفوع میں ہوگا اور قول ابن عباس کا فی کل ارض

آدم کا ذکر الی آخر یعنیہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سمجھا جاویگا اگر یہ شبہ ہووے کہ قول صحابی کا ما لا یعقل میں حکم مرفوع میں نہیں ہے بلکہ اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ نہیں کرتا ہے اور ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کرتے تھے پس انکا قول حکم مرفوع میں نہوگا تو اوسکو یوں دفع کرنا چاہیے کہ یہ قید اگرچہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کی ہے لیکن سخاوی نے شرح الفیہ میں اوسکو مقدوح کر دیا اور اسی امر کو اختیار کیا کہ قول صحابی ما لا یعقل میں خواہ وہ صحابی آخذ من الاسرائیلیات ہو یا نہو حکم مرفوع میں ہے عبارات اونکی یہ ہے قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومذہب مالک وابی حنیفۃ انہ کالمسند انتہی وہو الظاہر من احتجاج الشافعی فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین حیث اعطاہ حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال للرای فیہ ومن الادلۃ للاظہار ان ابا ہریرۃ حدث کعب الاحبار بحدیث فقد رسالۃ من بنی اسرائیل لا یدری ما فعلت فقال لہ کعب انت سمعت ہذا من رسول اللہ قال نعم تکرر ذلک مرارا فقال لہ ابو ہریرۃ افاقرأ التوراۃ اخرجہ البخاری فی بدء الخلق من صحیحہ قال شیخنا ابن حجر فیہ ان ابا ہریرۃ لم یکن یاخذ عن اہل الکتاب ان الصحابی الذی یکون کذلک اذا اخبر بما لا مجال للرای فیہ یکون للحدیث حکم الرفع انتہی وہذا یقتضی تقییدا لحکم بالرفع بصدورہ عمن لم یاخذ عن اہل الکتاب وقد صرح شیخنا بذلک فی سببلہ لتفسیر الصحابی وسبقہ شیخہ لہذا التقیید وفی ذلک نظر فانہ یبعد ان الصحابی المتصف بالاخذ عن اہل الکتاب یسوغ حکایۃ شئ من الاحکام الشرعیۃ التی لا مجال للرای فیہا مستندا الی ذلک من غیر عزو مع علمہ بما وقع فیہ من التبدیل والتحریف بحیث سمی عبد اللہ بن عمرو بن العاص صحیفتہ بالنبویۃ الصادقۃ احترازا من الصحیفۃ الیرموکیۃ وکونہ فی مقام التشریع لقیا محمد تبعا لشاہم من ذلک انتہی اور ایسا ہی شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا الانصاری نے فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی میں اختیار کیا عبارت انکی یہ ہے ما اتی عن صحابی موقوفا علیہ حیث لا یقال من قبل الرای بان لا یکون للاجتہاد فیہ مجال حکمہ الرفع وان احتمل اخذ الصحابی من اہل الکتاب تحسینا للظن انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قول صحابی کا ما لا یعقل میں جبتک تصریح اخذ عن اہل الکتاب کے وارد نہووے حکم مرفوع میں ہے اگرچہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو پس ما نحن فیہ یعنی اثر ابن عباس حکم میں قول رسول اللہ کے سمجھا جاویگا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ قول اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ کرتا ہو حکم مرفوع میں نہیں ہے تو بھی کچھ ضرر نہیں کیونکہ ابن عباس اون صحابہ سے ہیں کہ اخذ عن کتب بنی اسرائیل کو عیب جانتے تھے اور انسے اخذ نہیں کرتے تھے کما سیاتی تفصیلہ عن قریب

فائدہ بعض متاخرین کہتے ہیں کہ یہ قول ابن عباس کا اثر ہے حدیث نہیں اسواسطے مقبول نہوگا اور نہیں سمجھتے ہیں کہ حدیث اصطلاح شرع میں عام ہے قول رسول اور فعل صحابی وقول تابعی ہے جیسا کہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں وقال الطیبی الحدیث اعم من ان یکون قول الرسول علیہ الصلوۃ والسلام والصحابی والتابعی وفعلہم وتقریرہم انتہی اور زیادہ تفصیل اسکی میں نے شرح رسالہ سید شریف میں جسکا نام ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی ہے کی ہے من شاء فلیرجع الیہ **قال** شیخ سے کہ تنہا تصحیح حاکم کی اس حدیث میں حجت نہیں چنانچہ بستان المحدثین میں مذکور ہے کہ بسیار از احادیث نزد حاکم بصحت آنہا حکم کردہ وشمول احادیث صحیحین نگاشتہ وعلماء اجلہ تخطیہ ایشان کردند لہذا ذہبی گفتہ حلال نیست کسی را کہ بتصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقبات و تلخیصات مرا نہ بیند **اقول** تنہا تصحیح حاکم کا نہ معتبر ہونا اس مقام پر کیا ضرر کریگا اسواسطے کہ بیہقی نے بھی حکم صحت اسناد میں موافقت حاکم کی ہے اور ذہبی نے خود موافقت حاکم کی کر کے اثر مختصر کو علی شرط البخاری ومسلم اور دوسرے کو حسن الاسناد کہا جیسا کہ اوسکی تلخیص نے

یعنی ابو البقاء محمد بن عبد اللہ بدر الدین شبلی نے آکام المرجان میں نقل کیا اور ارباب کشف کے نزدیک یہ حدیث صحیح صادق ہے جیسا کہ
بحر العلوم شرح مثنوی مولانا روم میں دفتر اول میں لکھتے ہیں مراد از ارض اللہ واسعہ ارضی است کہ شیخ اکبر در باب ثامن از فتوحات
ذکر کردہ اند و این ارض مخلوق ست از قدر بقیہ ششم از طین کہ باقی ماندہ از طینی کہ آدم ازان مخلوق شدہ و درین ارض عالمی
پیدا کردہ است اللہ تعالیٰ بر حکم ما از ابن عباس منقول ست کہ دران مثل این خلق ست تا اینکہ مثل ابن عباس شیخ اکبر گفتہ کہ این
روایت صادق ست نزد اہل کشف انتہی قال خلاصہ یہ کہ قوت اس اثر کی جو اسکی سند میں ہے شذوذ اور عدم متابعت سے
دور ہو جاتی ہے اور حدیث شاذ کو منکر بھی جانتے ہیں اقول حدیث منکر مطلقا مردود نہیں ہے بلکہ بعض منکر حسن ہے اور بعض
صحیح اور بعض مردود جیسا کہ مقدمہ ابن الصلاح میں ہے الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ آنفا فی شرح الشاذ انتہی قال
پانچویں یہ کہ صحت اسناد حدیث سے صحت متن حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ اکثر ایسے احادیث ہیں کہ اسکی اسناد صحیح ہیں
اور اسکی متن میں شذوذ یا علت واقع ہے کہ صحت حدیث سے مانع ہے اور یہ اثر باعث شذوذ و عدم متابعت کی اسی طرح ہے
اسی واسطے قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے فیعلم انہ لا یلزم من صحۃ الاسناد صحۃ المتن کما ہو معروف عند اہل الشان
فقد یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علۃ تقدح فی صحتہ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف وقال فی البدایۃ ہذا محمول
ان صح نقلہ علی ان ابن عباس اخذہ من الاسرائیلیات اور اسی طرح سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے حدیث الارضون سبع فی کل ارض
من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم وابراہیم کابراہیمکم وہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذ من الاسرائیلیات ای اقاویل
بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراۃ او اخذ من علمائہم ومشایخہم کما فی شرح النخبۃ وذلک وامثالہ اذا لم یخبر بہ معصوم وصح سندہ
الیہ فہو مردود علی قائلہ لیس لفظ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اور لفظ ہذا ان صح پر غور فرمائیے اور سمجھ لیجئے کہ
سخاوی و قسطلانی اور صاحب بدایہ صحت اس حدیث کے قائل نہیں ہیں اقول اس مقام پر چند طرح کا کلام ہے اول یہ کہ اگرچہ صحت
اسناد صحت متن کو مستلزم نہیں لیکن حکم صحت اسناد سے حکم صحت متن لازم نہیں مگر جب حافظ معتمد ایک حدیث کو
صحیح الاسناد کہدے اور اسمیں کوئی علت بیان نہ کرے تو ظاہر اس سے حکم صحت متن کا ہوتا ہے ابن الصلاح تحریر کرتے ہیں
غیر ان المصنف المعتمد منہم اذا اقتصر علی قولہ انہ صحیح الاسناد ولم یذکر لہ علۃ ولم یقدح فیہ فالظاہر منہ الحکم بانہ صحیح فی نفسہ لان عدم العلۃ
والقادح ہو الاصل انتہی اور حافظ عراقی شرح الفیہ میں بعد نقل اس کلام کے کہتے ہیں قلت وکذلک ان اقتصر علی قولہ حسن الاسناد ولم
یعقبہ بضعف فہو ایضا محکوم لہ بالحسن انتہی اور اثر متنازع فیہ میں حاکم نے صحیح الاسناد پر اقتصار کیا اور نقاد فن ابو عبد اللہ
ذہبی نے جنکا اعتماد اور حفظ ارباب فن پر مخفی نہیں اور تصحیح حاکم بغیر تطبیق انکے کلام کے مقبول ہوتی نہیں اسنادہ حسن پر اقتصار فرمایا
پس ظاہر اس سے صحت متن مفہوم ہوئی دوم یہ کہ بیہقی نے بھی اسکو صحیح کیا اور بطور استدراک اسکی شذوذ کو بیان کر دیا جیسا کہ
زرقانی اور سیوطی و ابن حجر وغیرہ اپنی تصانیف میں نقل کرتے ہیں قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی
الضحی متابعا علیہ لیکن یہ شذوذ صحت حدیث میں قادح نہیں اس واسطے کہ اس مقام پر شذوذ بمعنی تفرد ثقہ ہے نہ بطور مخالفت
راوی اوثق اور صحت حدیث میں جو شذوذ مخل ہے وہ بمعنی مخالفت اوثق وارجح ہے چنانچہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النووی کے

تحت قول الف کے من غیر شذوذ ولا علة جو تعریف صحیح میں واقع ہے لکھتے ہیں قیل لم یفصح بمراده من الشذوذ ههنا وقد ذکر فی
نوعه ثلاثة اقوال مخالفة الثقة لارجح منه وتفرد الثقة مطلقا وتفرد الراوی مطلقا ورد الاخیرین فالظاهر انه اراد ههنا
الاول انتہی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیة الحدیث میں لکھتے ہیں انہم فسروا الشذوذ المشترط نفیه ههنا بمخالفة الراوی فی
روایته من هو ارجح منه عند تعسر الجمع بین الروایتین انتہی پس مجرد شذوذ سے ارادہ ضعف کا کرنا اور تفرد مجرد کو مخل صحت حدیث
گردانا جیسا کہ حلبی سے انسان العیون میں اور قسطلانی سے شرح صحیح بخاری میں اور زرقانی سے شرح مواہب میں واقع ہوا ہی محدثا
اور مخالف کلام محدثین ہی اسواسطے کہ یہاں شذوذ بطریق مخالفت راوی ثقہ کے نہیں ہی بلکہ بطریق تفرد ہی تفرد ابوالضحی جیسا کہ
بیہقی نے خود ہی شذوذ کی توضیح بلفظ لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ کر دی اور قادح صحت حدیث میں شذوذ اول ہی نہ ثانی سوم
یہ کہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نے عبارت نقل کی اوسکا کہیں نشان نسخ متداولہ مقاصد میں نہیں ہی ہاں نسخہ فقیر میں جو نسخہ بطور تحریر
دیا عرب سے آیا نہایت عمدہ وصحیح ہی مصنف کے روبرو اوسکا اول آخر اونکی مسند پڑہا ہی اور اوسپر جا بجا مصنف کا خط موجود ہی اکثر
نسخہ میں کہ میں اس حدیث کا ذکر ہی نہیں ہی چہ جائیکہ ضعف کا ذکر ہو البتہ نسخہ مملوکہ مولوی محمد عبدالقادر صاحب بدایونی ابن مولوی
فضل رسول مرحوم میں اس حدیث کا ذکر ہی چنانچہ اونہوں نے بتاریخ ٢٩ شعبان سنہ ان میں جب لکھنؤ میں وہ تشریف
لائے تھے مجھے اپنا نسخہ دکھایا اوس میں عبارت یہ ہی حدیث الارضون سبع فی کل ارض نبی کنبیکم البیهقی فی بدء الخلق من الاسماء والصفات له
من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قوله تعالی سبع سموات ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم
وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراهیم کابراهیم وعیسی کعیسی وفی طریق عمرو بن مرة عن ابی الضحی بلفظ فی کل ارض نحو ابراهیم قال ابن کثیر
بعد عزوه لابن جریر بلفظ فی کل ارض من الخلق مثل ما فی هذه حتی آدم کآدمکم وهو محمول ان صح نقله عنه علی انه اخذه
من الاسرائیلیات وذلک امثاله اذا لم یخبر به ویصح سنده الی معصوم فهو مردود علی قائله انتہی اور ایک نسخہ مقاصد کا جو بعض
سے لایا اوس میں بھی عبارت ہی مع زیادتی اس جملہ کے بعد روایت عمرو بن مرة کے قال البیهقی اسناده صحیح عن ابن عباس ولکنه شاذ
لا اعلم لابی الضحی متابعا علیه اور اس عبارت میں کلمہ ان صح کا کلام سخاوی کا نہیں ہی تاکہ اونکا اقرار ضعف ثابت ہو بلکہ کلام
ابن کثیر سے منقول ہی اور اونکی تشکیک اس باب میں معتبر نہیں اسوجہ سے کہ عدم صحت کی کوئی وجہ قابل اعتبار نہیں **قال** محشی یہ
کہ محققین اہل تفسیر وحدیث کے نزدیک ماخذ اس حدیث کا اسرائیلیات ہی کما قال السخاوی وابن کثیر ونقله السیوطی انتہی
اقول مفسرین میں سے کسی نے یہ احتمال نہیں پیدا کیا مگر ابن کثیر نے اور اونکی امثال نے اور محدثین میں سے کسی نے بطور خود یہ احتمال
ذکر نہیں کیا بلکہ جسنے ذکر کیا اوسنے بطور نقل کے ابن کثیر سے ذکر کیا اور یہ احتمال محض مردود ہی دو وجہ سے اول یہ کہ جب صحابی جزم
کرے کسی امر کے ساتھ اور بطور حتم کے کوئی امر ارشاد کرے اوسکو یہ کہنا کہ اہل کتاب سے ماخوذ ہی ہرگز نہ چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب جس امر کی تمکو خبر دیں اوسکی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور صحابہ اس امر کو خوب سمجھتے تھے پس اگر وہ
کلام اہل کتاب سے ماخوذ ہوتا تو صحابی جزم نہ کرتے سیوطی اتقان فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں قول الصحابة عن اهل الکتاب بل من
نقل التابعین و مع جزم الصحابی بما یقوله کیف یقال انه اخذه عن اهل الکتاب وقد نهوا عن تصدیقهم انتہی دوسرے یہ کہ حضرت ابن عباس

کتب اسرائیلیہ سے اخذ کو مستبعد سمجھتے تھے اور اس سے زجر فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا حاتم بن وردان
قال حدثنا ایوب عن عکرمة عن ابن عباس قال کیف تسألون اهل الکتاب عن کتبهم وعندکم کتاب الله اقرب الکتب عهدا بالله تقرؤنه
محضا لم یشب حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزهری اخبرنی عبید الله بن عبد الله ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین
کیف تسألون اهل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل الله علی نبیکم احدث الاخبار بالله محضا لم یشب وقد حدثکم الله ان
اهل الکتاب قد بدلوا من کتب الله وغیروا وکتبوا بایدیهم الکتب قالوا هو من عند الله لیشتروا بذلک ثمنا قلیلا او لا ینهاکم ما جاءکم من
العلم عن مسألتهم فلا والله ما رأینا رجلا منهم یسألکم عن الذی انزل علیکم پس باوجود اس زجر کے عقل نہیں تجویز کرسکتی ہے کہ
خود ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کریں قال سابقًا آگے لکھتے ہیں کہ برتقدیر قبول و تسلیم ثبوت اس اثر کے اہل علم حدیث نے تاویل اس
اثر کی یہ طرح کی ہے کہ ان طبقات میں ہر ہر طبقہ میں ایک پیشوا ہیں جو باسماء آدم اور ابراہیم و عیسی و محمد مشہور ہیں اور در حقیقت
وہ لوگ رسل رسل یعنی رسل پیغمبران ہیں کہ قوم جن کو انبیاء اور رسل کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ قسطلانی نے ارشاد الساری
میں لکھا ہے وعلی تقدیر ثبوته یحتمل ان یکون المعنی ثم من یقتدی به ویسمی بهذه الاسماء وهم رسل الرسل الذین یبلغون الجن عن انبیاء الله
اقول مخفی نہیں ہے کہ اثر ابن عباس میں علماء کے تین مسلک ہیں **مسلک اول** یہ کہ اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال کی
جو برزخ ہے درمیان عالم غیب و عالم شہادت کے اور یہی مسلک صوفیہ کا ہے چنانچہ قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی اپنی کتاب الخمیس
فی احوال انفس نفیس میں لکھتے ہیں فی الفتوحات المکیة ان الله لما خلق آدم الذی هو اول جسم انسانی تکون وجعله اصلا لوجود
الاجسام الانسانیة فضلت من خمیر طینته فضلة فخلق منها النخلة فهی اخت لآدم وهی لنا عمة وسماها الشرع عمة وشبهها
بالانسان ولها اسرار عجیبة دون سائر النبات وفضل من الطینة بعد خلق النخلة قدر السمسمة فی الخفاء فمد الله من تلک الفضلة
ارضا واسعة الفضاء وخلق الله من جملة عوالمها عالما علی صورنا اذا ابصرهم العارف یشاهد نفسه فیهم والیه اشار
عبد الله بن عباس فیما روی عنه فی حدیث هذه الکعبة بیت واحد من اربعة عشر بیتا وان فی کل ارض من السبع الارضین خلقا مثلنا
حتی ان فیهم ابن عباس مثلی وصدقت هذه الروایة عند اهل الکشف انتهی اور مصباح الظلام فی ذکر ... الحکماء الاعلام میں ہے علم ان الاحادیث
الدالة علی المثال کثیرة جدا منها ما روی عن ابن عباس فی حدیث الکعبة انها بیت واحد من اربعة عشر بیتا وان فی کل ارض من الارضین
السبع خلقا مثلنا حتی ان ابن عباس مثلی انتهی دوسرا مسلک تاویل ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک مقتدا اور رہنما تھا کہ ایک
نبی سے تلقیہ احکام کرکے اپنی اپنی قوم پر پہونچاتا تھا اور وہ ہادی اس طبقہ کے نبی کے نام سے مسمی تھا مثلا حضرت آدم کے عہد میں ایک ایک
ہر ہر طبقہ میں تھا کہ آدم سے احکام ماخوذ کرکے اپنی طائفہ کو سناتا تھا اور وہ باسم آدم تھا اور یہی مراد آدم کا دکم سے ہے وعلی هذا القیاس
ابراہیم کابراہیمکم عیسی کعیساکم و نبی کنبیکم اور اسی مسلک کو اختیار کیا ہے قسطلانی نے اور سیوطی اور زرقانی نے مگر کسی نے
اس کے ساتھ جزم نہیں کیا بلکہ بطور احتمال مجرد کے اور عبارت تضعیف کی بیان کیا چنانچہ قسطلانی نے یحتمل کے لفظ سے
تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یأول ذکر کیا علیہ انسان العیون میں لکھتے ہیں قال السیوطی ویمکن ان یأول علی ان
المراد بهم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمی کل منهم باسم النبی الذی یبلغ عنه هذا کلامه [illegible]

دون نبینا صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ہم نے روایات ابن عباس سے ... نقل کیا ... بطلان اثر ... تحقیق مسئلہ
تحقیق ... ہر طبقہ میں وہاں کے ساکنوں پر انبیاء مبعوث ہوئے اور ... جانب ... انبیاء ...
کی ... لفظ سفیر ... بیان ... اور ... قاضی ثناء اللہ پانی پتی ...
فیا ... ابن ... باب ... عشرین ... العلماء ... صلی الله ... من الجن ... رسول ... قال ابن ...
حدثنا ابن سعيد حدثنا يحيى ... حدثنا عبيد بن سليمان قال سمعت الضحاك ... عن ... قبل ان بعث النبي
صلی اللہ علیہ وسلم قال الم تسمع الى قول الله يا معشر الجن والانس الم ياتكم رسل منكم يقصون عليكم آياتي يعني بذلك رسلا من الانس
ورسلا من الجن قال ابن حزم لم يبعث الى الجن نبي من الانس البتة قبل نبينا صلى الله عليه وسلم وكان النبي يبعث الى قومه الا
الجن من ... ثم ... قلت ويدل على ما قال الضحاك ما رواه الحاكم قال حدثنا احمد بن يعقوب
حدثنا عبيد بن غنام حدثنا علي بن حكيم حدثنا شريك عن عطاء بن السائب عن ابي الضحى ... عن ابن عباس ... الله الذي خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال سبع ارضين
في كل ارض نبي كنبيكم وآدم كآدم ونوح كنوح وابراهيم كابراهيم وعيسى كعيسى قال شيخنا الذهبي اسناده حسن قلت ... قال الحاكم
حدثنا عبد الله بن الحسن حدثنا ابراهيم بن الحسين حدثنا آدم حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابي الضحى عن ابن عباس في قوله تعالى
خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال في كل ارض نحو ابراهيم قال شيخنا الذهبي هذا حديث على شرط البخاري ومسلم رجاله ائمة انتهى ما

انتقاہ ... یہ کہ مسئلہ اول چونکہ متعلق بحث عالم مثال ... کشف ... ہے ... مسئلہ ... بنظر ... لفظ
نبی کنبیکم کے ... کہ یہ لفظ دال ہے اس امر پر کہ ہر طبقہ میں ایک ذات موصوف بالنبوۃ ہے ... ساتھ ...
اور اسی مسئلہ سے کوئی نبی حقیقتہ کسی طبقہ میں کسی زمانے میں تجویز نہیں کیا بلکہ ایک سفیر جن کی طرف ہی تجویز
کیا ... آدم کا ... تشبیہ کو مجرد شرکت اسمی اور ... پر حمل کرنا خلاف معقول ہے ...
قال آٹھویں یہ کہ ... بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ... عالم کی یعنی جن وانس واہل طبقات ...
ہر طبقہ ... فرش سفلی تک جو عالم ... بعثت آنحضرت ... اسی ... نصوص قطعیہ ... حدیث ... لفظ
مخصوص ... اثر شاذ ... **اقول** ... سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ
نبوت ... ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت ...
اور چونکہ لا متناہی سلسلہ کا باطل ہے لا جرم ہر ایک طبقہ میں ایک مبدأ سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ تشبیہ کیا گیا اور ایک
آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا باقی رہا یہ امر کہ اہل طبقات تحتانیہ ... جس طبقہ کے سلسلہ
... زمانہ میں آدم ... خاتم الانبیاء ... علی ہذا القیاس ... سلسلہ
منتہی ہو گیا ... زمانہ ... اختتام سلسلہ ... مبدأ ... منتہی ...
... المنتہی ... مقدم ... آیۃ ... احتمالات عقلیہ ہیں اور چونکہ اثر
مذکور تعیین کسی ایک احتمال سے ساکت ہے اور تعیین کسی ... دلیل ... ثابت ہے لہذا ہم ... ساکت ...

مثل لیکون للعالمین نذیرا وارسلت الی الخلق کافۃ وغیرہ سے جو صاف عموم بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں اور کوئی مخصص
انکا معتد بہ معلوم نہیں ہوتا لہذا ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین کے مبعوث ہوئے اور یہ بھی نصوص سے مثل حدیث
لو کان موسی حیا لما وسعہ الا اتباعی وغیرہ سے معلوم ہے کہ اگر انبیاء سابقین سے کوئی نبی آنحضرت کا ہمعصر ہوتا تو وہ مطیع آنحضرت ہوتا
بنسبت اپنی قوم کے نبی ہوتا اور اسی وجہ سے علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر اور الیاس علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام بتقدیر حیات
مطیع شریعت محمدیہ ہیں اور حضرت عیسی جب نازل فرماوینگے متبع شریعت محمدیہ کے ہونگے اور سیوطی اپنی رسالہ الاعلام بحکم عیسی علیہ السلام
میں سبکی سے نقل کرکے لکھتے ہیں قال السبکی فی تفسیر لیا من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ
ولیوصی امتہ بذلک وفی ذلک من التنویہ بالنبی وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم فیکون نبوتہ
ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ بعثت الی الناس کافۃ
لا یختص بالناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول الی ان قال السبکی فالنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ وبذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم وانما امرہ [illegible] یتوقف
علی اجتماعہم معہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک لہذا یاتی عیسی فی آخر الزمان علی شریعتہ وہو نبی کریم علی حالہ لا ینقص منہ
شیء وکذا لو بعث النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی زمانہ او فی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم
الی اممہم والنبی علیہ الصلوۃ والسلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم فنبوتہ ورسالتہ اعم واشمل واعظم انتہی اور یہ بھی نصوص قطعیہ سے مثل ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین ولا نبی بعدی ولو کان بعدی نبی لکان عمر وغیر ذلک ثابت ہے کہ کوئی نبی کسی مقام میں بعد عصر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبعوث نہیں ہوا اور نہ ہوگا پس جب ان وجوہ کو ہم کہتے ہیں کہ آخر سلسلہ باقیہ صاحب شرع جدید بعد خاتم
الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نہیں ہو سکتا ورنہ خاتمیت باقی نہ رہے گی پس یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
ہوا ہوگا یا ہمعصر بر تقدیر اول آنحضرت کے خاتم حقیقی ہونے میں کسیطرح کا شبہہ نہیں ہے اور بر تقدیر ثانی احتمال اس امر کا کہ دعوت
خاص ساتھ اس طبقہ کے ہو اور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقہ کے انبیاء کے ہو اور طبقہ تحتانیہ میں انکی ہی
دعوت ہو قائم ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہے بدون تخصیص کسی کے ہاں یا ہوگا کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان
جو ہمعصر ہمارے خاتم الانبیاء کے ہونگے وہ مکلف و ممیز تھے یا نہ تھے اگر مکلف نہ تھے تو انکو کسی نبی کی بعثت کی حاجت نہیں اور اگر مکلف
تھے تو ضرور بعثت نبویہ میں داخل ہونگے جیسا کہ لفظ عالمین اور خلق کا اقتضاء ہے اور تخصیص اسکی ساتھ خلق اس مکان کے
طبقہ کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قاطع کے جو دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اس طبقہ کی
تخصیص نہیں ہو سکتی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی نے اپنے رسالہ احوال قیامت میں جو مسمی بفتح الرحمن ہے اس امر کی تصریح کی ہے
کہ خاتم الرسل کے بعد کوئی رسول صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا ہے بلکہ جو مکلف زمانہ نزول شرع محمدی میں ہوگا وہ پابند
اسی شریعت کا ہوگا عبارتہ از نکہ پیرے ختم ولایت منافی آن نیست کہ باشد در زمان وے ولی دیگر آری می خواہد کہ بعد وے ولی
نباشد چنانکہ فرمودہ اند لا یکون بعدہ ولی ونہ فرمودہ اند فلا یکون معہ وامام حکم خاتم رسالت این حکم نسبت [illegible]

الرسل در زبان خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ممتنع ست زیرا کہ مقتضی ختم رسالت در حضرت وی آنکہ بعد وی
رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی بر وی واجب ز رسل
ست و سرش آنکہ ہمہ رسل را اخذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند بلکہ نائب اند در دعوت بسوی آنکہ فی الحقیقت شرع
خاتم الرسل ست کہ نازل شدہ بعد وی بر رسل آخرین و مستمد را اطاعت ممد ضرور ست و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگر
صاحب شرع نباشد بخلاف خاتم الولایت کہ صاحب شرع نیست بلکہ آن ولی کہ خاتم الولایت ست و دیگر ولی تابع شرع
خاتم الرسالت اند انتہی ملخصا پس بتقدیر اتحاد عصر اس کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے تبع ہونگے اور انکے سلاسل کی
بہ نسبت رسول وہ مکمل قصر نبوت ہونگے پس خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تقدیر حقیقی ہوگا اور دعوت آپکی عام ہوگی اور ختم آخر
سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا بہ نسبت انہیں طبقہ کے نہ بہ نسبت جملہ طبقات کے احتمال معقول بھی گو نہیں کسی تشبیہ آخر ایک ایک طبقہ کو ساتھ خاتم جملہ طبقات
کی مجرد ختم میں نہ ختم حقیقیہ میں ہو اور یہ مماثلت معقا متصف کمالیہ میں **قال** اور قول ضحاک کا کہ اللہ نے بھیجا طرف جن کے ایک پیغمبر اونہیں
کہ نام اونکا یوسف ہے شاذ اور مردود ہے اور نزدیک محققین کے بوجہ مخالفت نص کے غیر مقبول ہے **اقول** نسبت اس قول کے طرف
ضحاک کی غلط ہے بلکہ یہ قول ابن عباس ہے جیسا کہ آکام المرجان میں ہے ذکر اسحق بن بشر فی المبتدأ عن ابن عباس ان الجن کانوا
قبل آدم اسمہ یوسف وان اللہ بعث الیہم رسولا امرہم بطاعتہ انتہی اور ایک روایت میں ابن عباس سے وارد ہے کہ یہ
ولقد جاءکم یوسف من قبل میں مراد یوسف نبی جن ہے نہ یوسف بن یعقوب جیسا کہ زرقانی لکھتے ہیں قیل بعث اللہ رسولا
واحدا من الجن الیہم اسمہ یوسف ونقل عن ابن عباس انہ المراد فی قولہ تعالی ولقد جاءکم یوسف انتہی اور علمائے محققین نے اس تفسیر کو
شاذ لکھا ہے سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں اشد من ذلک غرابۃ ما حکاہ النقاش عن الماوردی ان یوسف المذکور فی سورۃ غافر من
الجن بعثہ اللہ رسولا الیہم انتہی اور قول ضحاک کا یہ ہے کہ جن میں بھی انبیاء ہوئے ہیں اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہے اور ظاہر
قرآن واحادیث بھی اسی مذہب کے موافق ہے اور تاویل جو بعض کرتے ہیں بلاضرورت واقع ہوتی ہے اور مخالف ہونا قول
ضحاک کا نصوص کے باطل ہے کیونکہ خلاف ضحاک کا قبل عصر خاتم النبیین ہے لیکن بعد عصر خاتم الانبیاء میں اس میں وہ بھی عموم بعثت کے
قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مسطور ہے **قال** اور عبارت آکام المرجان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جن کا طبقات ہفت زمین
میں متحقق ہے بنا علیہ دعوی مجیب کا کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اور انبیاء مخلوقات طبقات
باقیہ کی انہیں کے صنف سے ہو اور نہیں کی جنس سے ہونگی جیسے ہمارے خاتم الانبیاء ہمارے جنس سے درست نہیں کیونکہ بعثت
آنحضرت کا طرف جن کے بنص قطعی و اجماع ثابت ہے **اقول** ممکن ہے کہ آخر انبیاء جن بھی جن ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم بر تقدیر اتحاد عصر اوسپر بھی اور اوسکی قوم پر مبعوث ہوئے پس خاتم ہونا جنس انکی سے بر تقدیر وجود جن طبقات باقیہ میں لفظا نبی
کنبیکم سے مستفاد ہے منافی نص عموم بعثت و اجماع کے نہیں ہے **قال** در عجب ہے کہ مجیب صاحب نے اولا ابن عباس سے بحوالہ فتح الباری
نقل کیا کہ فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض الخ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ طبقات زمین میں جن یا انس و دواب وغیرہ ہیں
جیسا کہ طبقہ علیا میں ہیں پس امر مجیب کے نزدیک کیونکر ثابت ہوا کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کے صنف سے نہیں **اقول**

مراد آدم کا دکھم سی ثابت ہوا اور ممکن ہی کہ طبقات باقیہ کے کچھ سکان مخالف اس صنف کی ہون اور کچھ موافق مکان باس کے لکھنے کے
دونون اثر مین تعارض نہین **قال** اور زیادہ تر تعجب یہ ہی کہ مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی اور بدائع الدہر سے
نقل کیا کہ طبقہ ہفتم زمین مسکن ابلیس اور اوسکے جنود کا ہی حسب موافق نقل مجیب کے ساتوان طبقہ زمین کا مسکن
ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لامحالہ پیغمبر ہونا آنحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا بنسبت سکان
ساتوین طبقہ زمین ثابت ہوا **اقول** کسیطرح سے محل تعجب نہین اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختم حقیقی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور درمیان ہونے خاتم انبیا جن کے اور زمین کی منصف سی کسیطرح کی منافات نہین ہی کما مر اور ا
[illegible]ن اور معلوم ہو کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرائس ثعلبی و بدائع الدہر کو شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد
[illegible] ہین تحقیق زمین سات ہین جیسا آسمان اور اونمین باشندگان ہین اللہ جانتا ہی اونکو الغرض نقل مجیب تعیین عدم تعیین جنس
سکان و اوادم زمین مین مختلف ہی **اقول** تعین یا عدم تعین کا علی سبیل التعیین جو نہ تہا تا اختلاف لقول ہو حضر [illegible] غرض اثبات
[illegible]حدیث و وجود طبقات و تعدد اوادم حسب طبقات تہی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ مین عبارات مختلف تہین بعضی تو
[illegible]مین دلالت کرتی تہین اور بعضی ابہام اسوجہ سے دونون قسم کی عبارت تبرعا نقل کر دی گئی **قال** اب حقیقت حال یہ ہی کہ
[illegible]یت مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی سے نقل کیا وہ نزدیک محدثین کے معروف نہین بلکہ اوسپر آثار وضع نمایان ہین اسیواسطے
آلوسی نے اپنی تفسیر مین فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا
لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات الخ **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کر کے حدیث صحیح کہا لیکن ذہبی
نے اسکا تعقب کر کر اس حدیث کو منکر کہا نہ موضوع اور غرض نقل کرنے سے اس حدیث کو جواب مین کسی امر کا اثبات نہین تا کہ ضعف
[illegible]رت اوسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی جو دلائل اخر ثابت ہی تفصیل اور تکمیل و مثلہ تحصیل بالتضعیف اور عبارت جو تفسیر نیشاپوری سے
منقول ہوئی نسخ معتمدہ مین یہ عبارت نہین ہی بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہی **قال** وہب بن منبہ اہل کتاب سے تہا غالبا
یہ کہانی اسرائیلیات سے اخذ کیا [illegible] موافق قرار داد علما محققین کے قصص و تفاسیر اہل کتاب سے [illegible] **اقول** وہب [illegible]
[illegible] کمال جرات ہی البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تہے اور اکثر حکایات و قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تہے لیکن اخذ کرنا
[illegible] کتب متقدمہ سے [illegible] اور اوسکا اہل کتاب سے ہونا [illegible] مناقب [illegible] اور نسبت وہب کتب متقدمہ سے ملاحظہ ہون [illegible]

[illegible] الاسماء واللغات مین لکہتے ہین وہب بن منبہ التابعی الابناوی الیمانی تابعی جلیل [illegible] معرفتہ الکتب الماضیہ سمع جابر بن عبد اللہ
[illegible] ابن عمرو وابا سعید وابا ہریرۃ والنسا واتفقوا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی کتاب العبر فی خبر من غبر
[illegible] مین لکہتے ہین منہا توفی ابو عبد اللہ وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین وقصصہم
[illegible] کان اشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور صاحب مرآۃ الجنان مین لکہتے ہین فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الابناوی
[illegible] حکی عنہ ابن قتیبۃ قال قرأت من کتب اللہ [illegible] اثنین وسبعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ وکان اکبر من وہب [illegible]
[illegible]

وجہ سے کی ہی وہ اگر یہ سبب ہے کہ بہت کثرت سے تقدمے اخذ کرتے تھے اور انہیں کثر اہل کتاب نے تحریف انجیل کی ہے تصدیق کرتے تھے تاکہ
تکذیب بھی نہیں چاہیے اور علم تفصیلے کو حق جلشانہ پر محمول کرنا چاہیے **قال مجیب** صاحب نے وجود ادم وانبیاء وخواتم کا
مین حدیث سے ہی ثابت کیا ہی اول اثر ابن عباس جسکو حاکم نے صحیح کہا اور حال اثر مذکور کا معلوم ہو چکا کہ نسبت اوسکے ثابت
نہین **اقول** کیفیت سب وجوہ کی منکشف ہو گئی کہ کوئی ان میں سے قابل استناد نہین الغرض ان ذرائع سے ہے **قال** [illegible]
نے فرمایا انما انت منذر ولکل قوم ہاد اوس سے استدلال مجیب صاحب کا جب صحیح ہو کہ عموم بعثت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی شامل باشندگان ہفت زمین ہو **اقول** یہ ایک خوب واضح ہے کیونکہ بر تقدیر عموم بعثت نبویہ بھی وجود ادم وخواتم ممکن ہے **قال**
قطع نظر اس سے استدلال مجیب صاحب اس آیت سے ناتمام ہے کیونکہ ہاد بمعنی نبی ہونا جو آیت میں مذکور ہے مراد اوس سے خاص پیغمبر نہین و
مفسرین ہادی بمعنی نذیر کو عام قرار دیتے ہیں کہ پیغمبر ہو یا بواسطہ مبلغ از جانب پیغمبر ہو **اقول** اس آیت کے نسبے اثبات جواب
پر طبقات باقیہ میں کیا ہی تا ہادی پر اداوے [illegible] ہو کہ مراد ہادی سے مطلق راہ نما ہی نہ خاص پیغمبر عبارت جواب فقیر کی [illegible]
مناظرہ میں آ گئے ہیں نے اس آیت سے فقط وجود راہ نما ہر طبقہ میں [illegible] کہ کوئی مخلوق [illegible] شانہ کو [illegible]
اور بعد اوسکے عبارت تفسیر جلالین سے کہ دال ہے اوپر جاری ہونے وحی الہی کے طبقات تحتانیہ میں نقل کر کے وجود انبیا ثابت کیا **قال** اس تفسیر [illegible]
کی یہ ہے کہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بھی ثابت ہے کہ حضرت جبرئیل طبقات باقیہ میں بھی وحی لیجاتے تھے لیکن کلام محلی اور اوسکی تفسیر [illegible]
نہین کو یہ جملہ مفسرین کی تفسیر کے خلاف ہے کسی مفسر نے اونکے موافق تفسیر اس آیت کی نہیں لکھی ہے اسواسطے ملا علی قاری نے حاشیہ
لکھا ہے لم یجد لغیرہ من المفسرین [illegible] بالوحی قال فی تفسیر [illegible] الاسفل العلیا التی ہی [illegible] سماء الساد[illegible]
اعلاما **اقول** [illegible] یہ کہ کسی مفسر نے سوائے محلی کے ایسی تفسیر نہین کی تو علت تتبع اور قصور نظر پر دلالت کرتا ہے اور [illegible]
اس تفسیر کو کسی اور مفسر کے کلام میں [illegible] اور اوسکی عدم اتباع نہیں کرتا ہے فان عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود [illegible]
من لم یجد [illegible] صاحب مصابیح وشرح السنۃ وغیرہ کہ جنکی جلالت قدر [illegible] مرقاۃ وغیرہ میں بشرح وبسط مذکور ہے اپنی تفسیر معالم
میں اس آیت کی تفسیر مثل محلی کے کرتے ہیں جیسا کہ سابق مذکور ہو چکا اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ایسی تفسیر کی ہے **فائدہ** مخفی نہ رہے
کہ بعض ارباب مناظرہ نے اپنے جواب میں عبارت جلالین کو جو تفسیر اس آیت میں واقع ہے سیوطی کی طرف منسوب کیا اور یہ غلط [illegible]
تفسیر جلالین مجموع دو جلال کی تصنیف ہے سورہ بقرہ سے تا آخر سورہ بنی اسرائیل جلال سیوطی کی تصنیف ہے اور سورہ کہف سے تا آخر
قرآن جلال محلی کی تصنیف ہے جیسا کہ حسن المحاضرہ وغیرہ میں مصرح ہے پس تفسیر اس آیت کی جو سورہ طلاق میں واقع ہے محلی
کی ہے نہ سیوطی کی **اعلام** چونکہ میری تحریر سابق میں تعدد خواتم کی لفظ واقع ہوئی ہے بعض حضرات نے اوس سے ایسا
سمجھا کہ میں تعدد خاتم حقیقی وتخصیص نصوص بعثت محمدیہ کا قائل ہوں چنانچہ ماہ رمضان [illegible] ہجری میں ہمکو مولوی عبد
[illegible] نے بوساطت حافظ عبد الستار صاحب ایک رسالہ [illegible] بھیجا اور اوس میں الزام تخصیص بعثت
وشذوذ واجمال ووقف حدیث کا ذکر درج کیا تھا اور اسی ماہ میں ایک رسالہ اوسکے جواب میں لکھکر اونکی خدمت
میں روانہ کر دیا اور اوس میں خوب تصریح کر دی کہ میں تعدد خواتم اضافیہ کا موافق ظاہر حدیث کے قائل ہوں باخصوص بعثت [illegible]

پیغمبر آدم کا دیگر میں ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ طبقات باقیہ کے کچھ سکان مخالف اس صفت کے ہوں اور کچھ موافق سکان اس طبقہ کے
پس دونوں اثر میں تعارض نہیں **قال** اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی اور بدائع الدہور
سے نقل کیا کہ طبقہ ہفتم زمین مسکن ابلیس لعین اور اوسکی جنود کا ہے جب موافق نقل مجیب کے ساتواں طبقہ زمین کا مسکن
ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لامحالہ پیغمبر ہونا آنحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا نسبت سکان
ساتویں طبقہ زمین ثابت ہوا **اقول** کسی طرح محل تعجب نہیں اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختم حقیقی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور درمیان ہونے خاتم انبیاء جن کے اونہیں کے صنف سے کسی طرح کی منافات نہیں ہے کہ تمام مراد
قال او معلوم ہوا کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرائس ثعلبی و بدائع الدہور کے شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد
کرتے ہیں کہ تحقیق زمین سات ہیں مثل آسمان اور ساتوں میں بسنے والے ہیں اللہ جانتا ہے انکو الغرض نقل مجیب تعین و عدم تعین جنس
عوالم و ادوار زمین میں مختلف ہے **اقول** تعین یا عدم تعین کا علی سبیل التعیین معلوم نہیں ہوتا اختلاف نقول مضر مقصود اصل غرض اثبات
صحت حدیث و وجود طبقات و تعدد ادوار حسب طبقات تھی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ میں عبارات مختلف تھیں بعضی تو
تعیین پر دلالت کرتی تھیں اور بعضی ابہام پر اسوجہ سے دونوں قسم کی عبارت تبرعا نقل کر دی گئی **قال** او حقیقت حال یہ ہے کہ
جو حدیث مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی سے نقل کی یا وہ نزدیک محدثین کے معروف نہیں بلکہ اوسپر آثار وضع نمایاں ہیں اسواسطے
نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالهم واسمائهم اعرضنا عن ایرادها
لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات الخ **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کر کے حدیث صحیح کہا لیکن ذہبی
نے اوسکا تعقب کر کے اس حدیث کو منکر کہا نہ موضوع اور غرض نقل کرنے سے اس حدیث کے جواب میں کسی امر کا اثبات نہیں تاکہ ضعف
و نکارت اوسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی جو دلائل اوپر ثابت ہیں تفصیل اور تکمیل و تشحیذ بالتعدید ہے اور یہ عبارت جو تفسیر نیشاپوری
سے منقول ہوئی نسخ معتمدہ میں یہ عبارت نہیں ہے بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہے **قال** وہب بن منبہ اہل کتاب سے تھا غالبا
اونہی نے یہ کہانی اسرائیلیات سے اخذ کیا ہو جو موافق قرار داد علماء محققین کے قصص تفاسیر اہل کتاب حجت نہیں **اقول** وہب کو اہل کتاب
سے شمار کرنا کمال جرأت ہے البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تھے اور اکثر حکایات قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تھے لیکن اخذ کرنا
کسی کی کتب متقدمہ سے شئی دیگر اور اوسکا اہل کتاب سے ہونا شئی دیگر ہے مناقب و مدائح اونکے جب کتب معتمدہ سے ملاحظہ ہوں گے تو ذہبی

تہذیب الاسماء واللغات میں لکھتے ہیں وہب بن منبہ التابعی الابناوی الیمانی تابعی جلیل مشہور بمعرفۃ الکتب الماضیہ سمع جابر بن عبد اللہ
وابن عباس وابن عمرو وابا سعید وابا ہریرۃ وانسا واتفقوا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی کتاب العبر باخبار من غبر
و وقائع سنہ میں لکھتے ہیں وفیہا توفی بالرعیلہ وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین وقصصهم
حتی کان یشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور مرآۃ الجنان میں لکھتے ہیں فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الامام
العلامۃ حکی عنہ ابن قتیبۃ قال قرأت من کتب اللہ تعالی اثنین وسبعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ وکان اکبر من وہب وہو معدود من حملۃ الآثار
و بشر [illegible] لما استوطنوا الیمن [illegible] فارسا واولادہم [illegible] بدائع الدہور میں [illegible]